سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: بیسویں

رسالہ نمبر 2

۱۳۱۴ھ

ہادی الاضحیة بالشاة الهندية

بھیڑ کی قربانی کے بارے میں راہنمائی کرنیوالا

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

ہادی الاضحیۃ بالشاۃ الھندیۃ ۱۳۱۴ھ

(بھیڑ کی قربانی کے بارے میں راہنمائی کرنیوالا)

مسئلہ ۲۰۳: از کانپور مسجد رنگیاں مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب مدرس اعلٰی مدرسہ فیض عام کانپور اواخر رمضان مبارک ۱۳۱۴ھ

علم الھدی سمی المصطفٰی باسمہ الذی بشر بہ عیسٰی، بزیادۃ لفظ معناہ المرتضی دامت عنایتکم از احمد حسن عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،، وبعد ازیں آنکہ دریں وقت یک استفتاء از پنجاب آمدہ است، ونہایت غور طلب ست اکثر علمائے پنجاب دریں امر کہ شیدہ اند لکن بمنزل مقصود نرسیدہ اند، وجواب استفتاء یک شخصے کہ مایہ علم اتم دارد نوشہ لکن چونکہ جواب مخالف معمول ست قبول نمی کنند، اکنوں جواب را نقل کردہ بخدمت سامی ارسال ست۔ ہرچہ تحقیق جناب	**(خلاصہ)** ہدایت کے نشان، حضرت مسیح کی بشارت والے، نام میں رسول مقبول کے ہم نام، اور جناب مرتضٰی کے اسم مبارک کے ہم مادہ، مولا احمد رضا خاں صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پنجاب سے ایک سوال آیا ہے جس کے جواب کے لئے بہت سے علماء سرگرداں ہیں لیکن منزل مقصود مفقود ہے۔ ایک پر مغز عالم نے ایک جواب تحریر کیا وہ معمول قدیم کے خلاف ہے اس لئے عوام اور علماء کوئی قبول نہیں کرتا، میں سوال وجواب دونوں ہی خدمت میں ارسال کررہاہوں، جواب اگر صحیح نہ ہو تو وجہ غلط

ست ارسال فرمایند اگر مخالف رائے جناب باشد امید کہ بوجہ احسن روشن کنند واگر موافق باشد نیز بزیادہ ادلہ ثبت فرمایند۔

ماقول العلماء المحمدیۃ الحنفیۃ علیہ افضل الصلٰوۃ واکمل التحیات فی حیوان ذات صوف ولا الیۃ لہعـــہ، ویقال فی اللغۃ الملتانیۃ لانثاہ بھیڈو لذکرہ گھٹہ، اتجوز بہ التضحیۃ ام لا،بینوا توجروا من الملک العلام۔

الجواب:اقول: وبہ نستعین انی رأیت کتب الحنفیۃ الموجودۃ عندی من شرح الوقایۃ وحاشیتھا للچلپی والدرالمختار وشرحہ للشامی،ومفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام ،والتعلیل الممجد شرح مؤطا امام رحمہ اللہ واشعۃ اللمعات ووجدت فیھا انھم ینحصرون الاضحیۃ فی الشاۃ والبقر والابل اوالغنم والبقر والابل ویعمون الشاۃ بقولہ ضأنا کان اومعزا وکذٰلک الغنم ویفسرون الضأن بما تکون لہ الیۃ و یدخلون الجاموس فی البقر ویقولون انہ نوع منہ فصارت انواع الاضحیۃ خمسۃ الضأن والمعز والبقر و الجاموس والابل ذکورا کانت

بتائیں اور صحیح ہو تو تائید مزید سے مزین فرمائیں

سوال: علمائے اسلام بالخصوص اعلام احناف بھیڑ اور بھیڑے (نر ومادہ) کے بارے میں کیا فرق ہیں،ان کی قربانی جائز ہے یانہیں؟

جواب: شرح وقایہ اور اس کے دو حاشیے ازعلامہ چلپی،درمختار اور شامی،مفاتیح الجنان شح شرعۃ الاسلام،تعلیق الممجد،اشعۃ اللمعات کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ قربانی کے جانوروں کی ابتدائی تین قسمیں ہیں:

(۱) شاۃ یا غنم (یہ دونوں لفظ بطور ترادف قربانی کے جانوروں کی ایک ہی قسم کے لئے بولے جاتے ہیں)۔
(۲) بقر (اس کی دو قسمیں کرتے ہیں گائے اور بھینس)۔
(۳) جمل (اس کی ایک قسم شمار کرتے ہیں)۔

شاۃ کو پھر دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں: ضان اور معز اور بقر کی بھی دو قسم کرتے ہیں: بقر وجاموس اس طرح اصل اور ذیلی قسموں کو ملا کر کل پانچ قسمیں ہوئیں:

(۱) جمل (اونٹ) (۲) بقر (گائے)

عـــہ: سائل کی الجھن اصل یہ ہے کہ عرب میں دنبہ ہوتا ہے اور بکری بھیڑ جو ہمارے یہاں ہوتی ہے جس کی صرف دم دنبہ سے مختلف ہے یہ کس میں داخل ہے،دنبہ میں یا بکری میں یا کوئی تیسری قسم ہے۔تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ عبدالمنان اعظمی۔

اوانّاثا فتلك عشرة كاملة، وحسبت ان الحيوان المذكور و المسئول عنه ليس داخلا فى الخمسة لانه لو كان داخله فيها لما فسروا الضأن بأن تكون له الية، بل عموه بما تكون له الية اولا حتى صارت انواع الشاة اوالغنم ثلثة والكل ستة، واذ ليس فليس فان قيل يدخلون الجاموس فى البقر فما السرفى عدم ادخال الحيوان المسئول عنه فى الضأن مع انه يؤيد ادخاله فيه تفسير اہل اللغة لفظ الضأن بميش، كما فى الغياث [1] وغيره، قلت لعله ان الجاموس اكمل من البقر فى اللحم والقيمة، والحيوان المسئول عنه ناقص عن الضأن فى العضو اى الالية۔ فالحاق الاكمل بالكامل اولى من الحاق الناقص بالكامل، و اما تفسير اهل اللغة [2] فمعناه ان العرب

(۳) جوموس (بھینس) (۴) ضان (دنبہ) (۵) معز (بکری) اور مذکر ومؤنث دونوں کو شامل کردیا جائے تو کل دس قسمیں ہوتی ہیں:

پہلی دلیل: سوال میں ذکر کی ہوئی ہندوستانی بھیڑ اپنی شکل و صورت کے لحاظ سے اگر شامل ہوسکتی ہے تو ضاں (دنبہ) میں اگر اس میں شمار نہ ہوئی تو پھر کسی قسم میں شمار ہونے کا سوال ہے یوں غلب ہے کہ ضان یعنی دنبہ کی تعریف میں یہ قید ہے کہ اس کے الیہ (چکی) ہوتی ہے اور بھیڑ کے چکی نہیں ہوتی ہے، اس لئے ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ بھیڑ قربانی کا جانور ہے ہی نہیں اس لئے اس کی قربان جائز نہیں، اس امر پر قرینہ یہ ہے کہ اگر بھیڑ کو قربانی کے جانور میں شریک کرنا مقصود ہوتا تو دنبہ کی تعریف میں چکی ہونے کی قید نہ لگاتے بلکہ ایسا لفظ بولتے جو بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام ہو، اور ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ مقصد اس نوع کی شریک کرنا ہی نہیں ہے۔

دوسری دلیل: ایک بات یہ ہے بھی ہے کہ از روئے شرع غنم یا شاۃ کی دو ہی قسم بنائی گئی ہے۔ ضان اور معز اگر بھیڑ کو بھی قربانی کا جانور مان لیا جائے تو ایک کے اضافہ کے بعد غنم کی ۳ قسم ہوجائے گی اور سب کا مجموعہ پانچ کے بجائے چھ ہوجائے گا

---

[1] غیاث اللغات باب خادمعجمہ فصل ضاد معجمہ مع الف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۲

[2] غیاث اللغات فصل کاف فارسی مع واؤ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۳۱

کما یطلقون لفظ الضان علی ماتکون له الیة کذٰلك الفرس یطلقون علیه لفظ میش فهو داهما واحد کما یشعر به عبارة الغیاث، گوسفند بمعنی میش مقابل بز چنانکہ معز در عربی مقابل ضان ست کما استفاد من القاموس و الصراح، وبعضے نوشتہ اند کہ اطلاق گوسفند بر میش و بز ہر دو آمدہ، از سراج، انتهی [3] عبارة الغیاث۔	جو تصریحات علماء کے بالکل خلاف ہے۔اس لئے ثابت یہی ہوا کہ یہ قربانی کا جانور ہی نہیں ہے۔ **ایک شبہ:** شکل وصورت، رنگ وروپ، فوائد اور تاثیر میں ہزار اختلاف ہوتے ہوئے بھینس کو بقر میں شامل مانا تو صرف دم کے اختلاف کی وجہ سے بھیڑ دنبہ میں کیوں شامل نہیں کی گئی، **جواب:** بھینس قیمت اور گوشت میں گائے سے عمدہ ہے۔اور بھیڑ دنبہ سے چکی میں ناقص ہے اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ اکمل اور عمدہ کو کامل کے ساتھ شمار کیا جائے، اور یہ بات غلط ہے کہ ناقص کو کامل کے ساتھ جوڑا جائے، اسی لئے بھینس کو گائے میں شمار کیا اور بھیڑ کو دنبہ میں نہیں۔

دوسرا شبہ: اہل لغت نے ضان کا ترجمہ فارسی کے لفظ میش سے کیا ہے جو بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام ہے پس اہل لغت کے اس محاورہ کے موافق اہل شرع کو بھی بھیڑ کو دنبہ میں شامل ماننا چاہئے۔

جواب: اہل لغت کی تشریح کے موافق لفظ میش بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام نہیں بلکہ میش صرف دنبہ کو کہتے ہیں۔

فارسی میں لفظ گوسفندی لفظ میش طرح لفظ بز کا مقابل ہے جیسا کہ عربی میں لفظ معز ضان کا مقابل ہے۔ قاموس وصراح دونوں سے یہی ثابت ہے۔

البتہ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ فارسی کا لفظ گوسفند لفظ میش کا ہم معنٰی نہیں بلکہ میش وبز (دنبہ و بکری) دونوں کو عام ہے۔ (غیاث اللغات)[4]

پس ازیں عبارت صاف معلوم می شود کہ آں حیواں کہ عرب آن راضان گویند فرس آں را میش گویند، وانچہ عرب آں معز گویند فرس آں رابُز گویند، لاان لفظ میش عام یطلق علی الضان	اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اہل عرب کے نزدیک جو جانور ضان کہلاتا ہے اہل فارس اس کو میش کہتے ہیں (اور اہل اردو دنبہ کہتے ہیں اور اہل عرب جس کو معز کہتے ہیں اہل فارس اسی کو بز کہتے ہیں، نہ یہ کہ لفظ میش کے اطلاق میں بھیڑ داخل ہے۔

[3] غیاث اللغات فصل کاف فارسی مع واؤ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۳۱

[4] غیاث اللغات فصل کاف فارسی مع واؤ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۳۱

وعلی الحیوان المسئول عنه ولو سلم ان لفظ میش فی لغة الفرس بمعنی ذوات الصوف اعم من ان یکون لها الیة اولا لیشتمل الضأن والحیوان المسئول عنه فتفسیر اہل الغة لفظ الضأن بلفظ میش تفسیر بالاعم وھو جائز اذا کان المقصود ھو التمییز عن بعض ماعداہ [5]۔وذکرہ الفاضل اللاھوری فی بحث خواص الاسم۔	**ایک اور جواب**: اور اگر بطور تنزل ہم یہ تسلیم بھی کرلیں کہ اہل لغت کے نزدیک میش کااطلاق اون والے پر ہوتا ہے تب بھی ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس سے ان کی مراد بھیڑ ہے۔اسکے بیان کے لئے ہم کو تھوڑی تفصیل میں جانا ہوگا۔ کسی چیز کی تعریف اس کے مساوی لفظ سے بھی کی جاتی ہے۔ جیسے انسان کی تعریف لفظ ناطق سے کی جائے(کہ جن جن افراد پر انسان دلالت کرتا ہے ناطق بنی اس اس پر دلالت کرتا ہے)اور کبھی تعریف کے لئے معرف سے عام لفظ بھی استعمال کیاجاتا ہے جیسے السعدانة نبت(کہ سعدانہ ایک مخصوص گھاس کا نام ہے) جبکہ نبت ہر گاس کو کہا جاتا ہے۔اول الذکر تعریف کامل ہے اور ثانی ناقص،الغرض تعریف دونوں ہی ہے۔

اگر معرّف کو بعض امور سے ممتاز کرنا ہے تو عام لفظ سے بھی تعریف جائز ہے [6] (فاضل لاہوری بحث خواص اسم)

وھھنا کذٰلك اوالمقصود من تفسیرہ به تمیزہ عن بعض ماعداہ کالمعز والبقر ،فانھما من ذوات الشعر ، و لو قیل ان غرضھم من تفسیر الضأن بلفظ میش ان الضأن ماکان من ذوات الصوف سواء کان له الیة اولا کما ان میش کذٰلك فبعد التسلیم لایصیر حجة علینا لان الحجة علینا تفسیر الفقھاء لاتفسیر اھل اللغة ،ووجب علینا اتباع الفقھاء	تو یہاں بھی ضان کا ترجمہ لفظ میش سے کردیا جس کا مفہوم اون والا۔ لیکن اس سے اہل لغت کی غرض ضان میں بھیڑ کو شامل کرنے کی نہیں تھی بلکہ دنبہ کو گائے، بھینس اور بکری سے ممتاز کرنا ہے کہ وہ اون والے جانور نہیں،اور دنبہ اون والا جانور ہے۔اور جب ضان کو بھیڑ سے بھی ممتاز کرنا ہوا تو اس کی تعریف چکی والے جانور سے کی۔ **جوب الجواب**:اگر ہماری بات کایہ جواب دیا جائے کہ اہل لغت کے اطلاق کو یہاں تعریف مساوی سے پھیر کر تعریف عام قرار دیناایک بے دلیل

[5] کلام لفاضل اللاھوری

[6] کلام لفاضل اللاھوری

لااھل اللغۃ وھم کثیر امایخالفون اھل اللغۃ عمدا کما قال الچلپی علی شرح الوقایۃ. فی باب الاضحیۃ قولہ الجذع شاۃ لہا ستۃ اشھر ای فی مذہب الفقھاء، و انما قیدنا ہ بھذا الان عند اھل اللغۃ الجذع من الشاۃ ماتمت لہا سنۃ کذا فی النھایۃ [7] والعینی علی الکنز. فی باب الاضحیۃ وجاز الجذع من الضاٴن لا غیر۔ وھو ماتمت لہ ستۃ اشھر عند الفقھاء [8] وفی کتاب الزکاۃ والمعز کالضاٴن ویؤخذ الثنی فی زکاتھا لا الجذع وھو ماأتی علیہ اکثر ھا. وھذا اتفسیر الفقھاء و عند اھل اللغۃ الجذع ماتمت لہ سنۃ. وطعن فی الثانیۃ [9]۔	اور ادعائی بات ہے۔ اس لئے قابل تقسیم نہیں ظاہر ہے کہ ان کا منشاء ضاں کا ترجمہ پیش کرکے یہی ظاہر کرنا ہے کہ وہی جانور ہے جس کے اون ہوتا ہے چکی ہو یا نہ ہو، اس سے ان کو کوئی غرض نہیں تو لغۃ بھیڑ دنبہ میں شامل ہوئی، **جواب:** چلئے اہل لغت کا مطلب وہی ہے جو آپ کہتے ہیں، لیکن ہمارے لئے حجت اہل لغت کی بات نہیں ہے اہل فقہ کی بات ہے جب وہ ضان کے معنی چکتی والا کہتے ہیں تو وہی مانا جائے گا، اور بھیڑ دنبہ میں شامل نہ ہو گی۔ رہ گئی یہ بات کہ اہل فقہ اور اہل لغت کے معانی میں اختلاف ہوتا ہے۔ تو اس کی نظیر قربانی کے جانور میں ہی لفظ جذع ہے کہ اہل فقہ چھ ماہ کے بچے کو کہتے ہیں،

اہل لغت ایک سالہ بچہ کو، اور مسئلہ کا حل اہل فقہ کے قول پر ہی دیا جاتا ہے۔ چلپی علی شرح الوقایہ، عینی علی الکنز)

واماتفیسر الضاٴن ؏ بماکان من ذوات	**شبہ نمبر ۳:** بعض فقہاء نے بھی تو ضان کی تعریف

؏: عبدالمجید ھکذا اوالعبارۃ فی الاصل ھکذا الضاٴن ماکان من ذوات الصوف ولمعز من ذوات الشعر [10]۔ قھستانی ۱۲۔ عبدالمنان الاعظمی۔	مجیب نے یوں تعبیر کیا ہے حالانکہ اصل کتاب میں یوں ہے، ضان وہ ہے جو اون والا ہو اور معز جو بالوں والا ہو، قہستانی ۱۲ عبدالمنان الاعظمی

[7] ذخیرۃ العقبیٰ حاشیہ شرح الوقایہ کتاب الاضحیہ نولکشور کانپور ۴/ ۵۷۷

[8] رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق کتاب الاضحیہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۰۵

[9] رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق کتاب الزکوٰۃ باب صدقۃ السوائم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۷

[10] جامع الرموز کتاب الزکوٰۃ مکتبہ اسلامیہ کنبد قاموس ایران ۲/ ۳۰۶

الصوف والمعز بماکان ذوات الشعر ،کما فعل بعضھم فتفسیر کل واحد منھما تفسیر بالاعم ،کما یشعر بہ من لاالمساوی،وغرضھم من ھذا التفسیر تمیز کل واحد من الاخر ،الاتری ان البقروالجاموس من ذوات الشعرء فلو کان تعریف بالمساوی بطل الطرد، فھکذاتعریف الضاٰن۔	"ماله صوف" (جس کے اون ہو) سے کی ہے۔جس کے معنی صاف یہی ہوئے کہ بھیڑ بھی اس میں شامل ہے۔ **جواب:** جی ہاں قہستانی نے یہ تعریف کی ہے۔"الضاٰن ماکان من ذوات الصوف والمعز ماکان ذوات الشعر" لیکن اس کا جواب ہم پہلے ہی دے چکے ہیں کہ یہ تعریف بالاعم ہے۔ بکری اور بیل سے دنبہ کو ممتاز کرنے کے لئے ہے۔ بھیڑ سے ممتاز کرنے کے لئے نہیں(جب اس کی ضرورت ہوئی تو یہ تعریف کیا"ماله الية" جس کی چکتی ہو،تاکہ بھیڑ نکل جائے)

ہماری اس بات پر قرینہ یہ ہے کہ تعریف میں لفظ من استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں،تو تعریف کی عبارت کا ترجمہ یہ ہوا ضان اون والے جانوروں میں سے بعض ہے اور دوسرا قرینہ یہ ہے کہ بکری کی تعریف میں یہی کہا گیا ہے۔"**ماکان ذوات الشعر**" جو بالوں والی ہو۔تواگر اس عبارت کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ بکری بال والے جانوروں میں سے بعض ہے تو بیل بھینس وغیرہ بھی بکری میں شامل ہوجائیں گے،پس اس مجبوری سے جب بکری والی تعریف کو بالاعم قرار دیا جائے تو ضان والی تعریف کو بھی تعریف بالاعم قرار دیں(کیونکہ دونوں جملے ساتھ ساتھ ہیں تو دونوں کا حکم یکساں ہونا چاہئے۔

الاٰن نکتب عبارات الکتب الموجودۃ فانظر فیھا حق النظر حتی یتبین لك الحق والحق احق بان یتبع (م)وصح الجذع من الضاٰن(ش)الجذع شاۃ لھا ستۃ اشھر ،والضاٰن بما تکون لہ الیۃ(م)والثنی فصاعدا من الثلثۃ(ش)ای من اشاۃ اعم من ان یکون ضانا او معزا ،ومن البقر ،ومن	**حوالے:** اب ہم کتابوں سے حوالے پیش کرتے ہیں جس سے حق واضح اور روشن ہوجائے گا: (۱) ضان کا جذعہ قربانی میں جائز ہے یعنی شش ماہہ بچہ اور ضان چکتی والے جانور کو کہتے ہیں،ثنی اور اس سے بڑی عمر والے جانور تینوں اقسام کے جائز ہیں یعنی شاۃ میں دنبہ ہو یا [۲]بکری اور گائے میں [۳] گائے ہو یا [۴]بھینس اور اونٹ(شرح وقایہ من عینی) (۲) مصنف کے مذکورہ بالا قول میں ان جانوروں کی طرف اشارہ ہے جن کے علاوہ قربانی جائز نہیں

الابل [11]۔شرح وقایہ من عینی، قولہ وصح الجذع الی قولہ من الثلثۃ اشارۃ الی بیان الانواع التی لاتجوز الاضحیۃ الابھا، وتصریح بینھا التی لاتجوز فیما دونہ [12]، چلپی علی شرح الوقایۃ، من عینی، وصح الجذع ذوستۃ اشھر من الضأن ان کان بحیث لوخلط بالثنایا لایمکن التمییز من بُعد، وصح الثنی فصاعدا من الثلثۃ والثنی ھو ابن خمس من الابل و حولین من البقر والجاموس۔ وحول من الشاۃ [13] اھ درمختار من عینی، قولہ من الضأن ہو ماله الیۃ منح، قید بہ لانہ لا یجوز الجذع من المعز وغیرہ بلا خلاف، کما فی المبسوط قھستانی والجذع من البقر ابن سنۃ، ومن الابل ان اربع، بدائع، قولہ من الثلثۃ، ای الاتیۃ وھی الابل۔ والبقر، بنوعیہ والشاۃ بنوعیہ [14] رد المحتار من عینی ومن سنن الاسلام التضحیۃ بالانعام التضحیۃ ذبح الاضحیۃ والانعام بالفتح جمع نعم بفتحین	اور ایسی عمروں کا بیان ہے جن کے علاوہ قربانی جائز نہیں، (حاشیہ شرح وقایہ چلپی من عینی) (۳) ضان کا اتنا بڑا بچہ جو چھ ماہ کا ہو لیکن دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو (در مختار عینی) ضان جس کے چکتی ہو، یہ چکتی کی قید اس لئے لگائی کہ بکری گائے اور اونٹ کے جذعہ کا استثناء مقصود تھا، بکری کا جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے اور گائے کا سال بھر کا اور اونٹ کا چار سال کا، اور "من الثلاثۃ" کا لفظ جس کا ذکر آگے آرہا ہے یہ اونٹ اور بقر ان دونوں نوعوں کے ساتھ اور اسی طرح اپنی دونوں قسموں کے ساتھ، (ردالمحتار من عینی) (۴) اور انعام کی قربانی مسنون ہے، انعام چوپایہ کو کہتے ہیں، اضحیہ کے معنی قربانی ہیں، مطلب یہ ہے کہ ضان کا چھ ماہہ بچہ، یا سات ماہہ بچہ کی قربانی مسنون ہے اور ایک سالہ بچہ کی بھی، لیکن اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔ ضان ہو کہ معز، اور اونٹ اور بقر کا ثنی بھی قربانی کے لئے جائز ہے۔ اونٹ کا ثنی پانچ سالہ اور بقر کا دوسالہ اور شاۃ کا ایک سالہ۔ اور جذعہ کے لئے ضان کی قید اس لئے لگائی کہ بکری چھ ماہہ جائز نہیں، اور ضان چکتی والے جانور کو

[11] شرح الوقایہ کتاب الاضحیۃ مطبع یوسفی لکھنو ۴/ ۹۳
[12] ذخیرۃ العقبٰی حاشیۃ شرح الوقایہ کتاب الاضحیۃ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۵۷۴
[13] درمختار کتاب الاضحیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۲ و ۲۳۳
[14] ردالمحتار کتاب الاضحیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۴

وھو ذوات القوائم الاربع یعنی ان من السنۃ التضحیۃ بالجذع من الضأن، وھو ماتم لہ ستۃ اشھر، وقیل سبعۃ اشھر، وبالثنی فصاعدا من شاۃ، اعم من ان یکون ضانا او معزا، ومن الابل والبقر مطلقًا، وھو ای الثنی ابن خمس من الابل۔ وحولین من البقرۃ وحول من الشاۃ والمعز۔ والجذع بفتحتی الجیم والدال، وقیدناہ بالضأن و ھو مالہ الیۃ۔ لان الجذع من المعز لاتجوز بہ التضحیۃ و قولنا مطلقًا اشار الی انہ یجوز المذکور والانثی من جمیع ماذکر، وان الجاموس داخل فی البقر ھکذا ذکرہ فی الفروع [15] اھ، ویختار من الشاۃ الکبش ای الذکر من الغنم فان الانثی منہ اعنی النعجۃ وکذا المعز و ان جازہ لکن الکبش ھوا الاولی [16] انتھی ماأردناہ مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام من عینی، والکبش افضل من النعجۃ ھی الانثی من الضأن قاموس [17] رد المحتار من عینی، قولہ الجذع من الضأ ھو ذوات الصوف من الغنم التی لہ الیۃ، کما فی منح الغفار وغیرہ التعلیق الممجد علی مؤطا امام محمد من عینی [18]۔ وعن

کہتے ہیں اوپر کی عبارت میں ایک جگہ مطلقًا کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکر ہو کہ مؤنث، اور بھینس گائے میں داخل ہے۔ اور شاۃ میں افضل مادہ نہیں بلکہ نر ہے۔ دونوں نوعوں کا یہی حکم ہے۔ مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام)

(۵) اور مصنف نے "جامع من الضان" کہا، اور ضان وہ اون والا جانور ہے جس کے چکتی ہو، ایسا ہی منح الغفار وغیرہ میں ہے۔ (تعلیق الممجد من عینی)

(۶) اور نر مینڈھا مادہ سے افضل ہے اور یہ ضان کا مؤنث ہے۔ قاموس۔ (ردالمحتار)

(۷) مسنہ ہی ذبح کرو۔ یہ نہ ملے تو ضان کا "جذعہ" اس حدیث کی شرح میں تفصیلات ہیں، ہم مذہب حنفی کے موافق بیان کرتے ہیں، قربانی کے جانور کی تین نوعیں ہیں، اونٹ، بقر، غنم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اور اصحابہ سے ان کے علاوہ قربانی ثابت نہیں، غنم کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ معزر کو فارسی

[15] مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن الاضحیۃ مکتبہ الاسلامیہ کوئٹہ ص ۲۱۸

[16] مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن الاضحیۃ مکتبہ الاسلامیہ کوئٹہ ص ۲۲۰

[17] ردالمحتار کتاب الاضحیہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۵

[18] التعلیق الممجد علی مؤطا لامام محمد مع المؤطا کتاب الضحایا ومایجز منھا نور محمد کارخانہ تجارت کتب خانہ کراچی ص ۲۸۰

جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تذبحوا الامسنۃ بضم میم وکسر سین ونون مشددۃ، فرمودہ ذبح نہ کنید مگر مسنہ، لاان یعسر علیکم فتذبح جذعۃ من الضان، مگر آنکہ دشوار شود بہم سانیدن مسنہ برشما، پس ذبح کنید جذعہ را از میش جذع بفتح جیم وذال رواہ مسلم شرح ایں حدیث تفصیلے دارد آنرا موافق مذہب حنفی بیان کنیم، ودر شرح موافق مذاہب اربعہ ذکر کردہ شدہ است بدانکہ اضحیہ جائز نیست، مگر از اہل وبقر وغنم، وروایت کردہ نشدہ است ازاں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ونہ از اصحاب وے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین جز اصناف ثلثہ از ذبائح وغنم دو صنف معز کہ آنرا بُز گویند، وضان کہ آنرا میش خوانند، وجاموس بسیں مہملہ کہ معرب گاؤ میش ست نوع از بقرت وجائز است، از جمیع اں اقسام ثنی انتہی ماارد ناہ اشعۃ[19] اللمعات علی المشکوٰۃ۔

میں بز کہتے ہیں، اور ضاں کو میش اور جاموس گاؤ میش کا معرب ہے یہ گائے کی ہی ایک قسم ہے۔ اور ان سب کا ثنی جائز ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

فان قیل قلت فیما سبق الحجۃ علینا تفسیر الفقہاء لا تفسیر اہل اللغۃ، ورأیت الاٰن ترجمۃ الشیخ لفظ الضان بمیش وھو من اعاظم مقلدی الحنفیۃ وانت نقلتہ ایضا للسند، فلم لاتقول بجواز اضحیۃ الحیوان المسئول عنہ بعد، قلت لاتفرح بترجمۃ الشیخ مثلا کما فرح العامۃ بھا،

سوال: آپ نے اس سے قبل کہا کہ ضان کا ترجمہ میش (بھیڑ) اہل لغت کرتے ہیں، اور اہل فقہ یہ ترجمہ کرتے ہیں تو ہم بھی تسلیم کرلیتے کہ ضان بھیڑ کو شامل ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ صاحب اشعۃ اللمعات توائمہ وحدیث میں سے ہیں، اور انھوں نے بھی وہ اہل لغت والا ترجمہ کیا ہے تو آپ کو کیا عذر ہے۔

جواب: شیخ محقق کے اس ترجمہ سے جاہلوں کی طرح خوش

[19] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب الاضحیہ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۰۸

وجوزوا التضحية بالحيوان المسئول عنه فضلو او اضلو نعوذ بالله منها،فان لفظ ميش لغة الفرس لالغتنا،فاما حقيقة فيما له الية ومجاز فى الحيوان المسئول عنه،لكونه من ذوات الصوف مثل مال اليه۔اوبالعكس واما مشترك بينهما،فعند تفيسر الضان به كما فسره الشيخ به لا يجوز ان يراد به معالا نه يلزم الجمع بين الحقيقة والمجاز،ولو بين معينى مشترك فى اطلاق واحد،وبطلانهما لايخفى على الكل،مع انه حنيئذ يصير للغنم لواشاة اصناف ثلثة،المعز وماله الية ومالا الية له ويخالف قول الشيخ فيما بعد وغنم دوصف است[20]وقال الشامى والشاة بنوعية [21]۔وهكذا وان اريد به عموم المجازى اى ماكان من ذوات الصوف فلا يلزم الجمع بالمعنين الا ان التخالف بينه وبين قول الشيخ وغيره المذكورين باق وهو ظاہر،وكاف فى عدم ارادتهم، فاما ان يراد به الحيوان المسئول عنه فقط حقيقة كان اومجازا،فيخرج ماله الية من باب التضحية۔و

ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ شیخ کے اس لفظ میش سے دنبہ اور بھیڑ دونوں ہی مراد ہوں گے، یا ان میں سے کوئی ایک اور دونوں ہی مراد ہوں گے تو بطور حقیقت مجاز، یا اشتراک یا عموم مجاز، تو حقیقت و مجاز، یا اشتراک کے طور پر دونوں معانی کا ایک ساتھ مراد لینا اصول لسان کے اعتبار سے ناجائز ہے۔اور بطور عموم مجاز دونوں ایک ساتھ مراد لینے پر یہ خرابی لازم آتی ہے کہ قربانی کے کل چھ قسم کے جانور ہوتے ہیں، حالانکہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ پانچ ہی ہیں، اور ایک ہی مراد لیں، اور وہ بھیڑ ہو تو دنبہ چھوٹ جاتا ہے جو بالاتفاق قربانی کا جانور ہے۔

مزید سوال: آپ کی یہ ساری تقریر ضان کے معنی دنبہ مراد لینے پر بھی جاری ہوتی ہے، تو یہ مراد لینا بھی ممنوع ہوا۔

جواب: جب فقہاء نے چکتی والا کہہ کر اسی جانور کو متعین کر دیا تو اب ہم کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ وہ معنی مجازی ہیں یا حقیقی یا بطور اشتراک۔

پس ان نصوص فقہیہ کی روشنی میں ہمارا فیصلہ تو یہی ہے کہ بھیڑ کی قربانی ناجائز ہے۔اگر دوسری کسی کتاب میں اس کے جواز کا حکم ہو بھی تو احتیاط اس سے بچنے میں ہی ہے کہ عدم جواز کے یہ دلائل

---

[20] اشعۃ اللمعات کتاب الصلٰوۃ باب الاضحیۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۰۸

[21] ردالمحتار کتاب الاضحیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۴

یصیر النوع الخامس،من الانواع الخمسة بها الحیوان المسئول عنه،لامأله الیة و هو خلاف الاجماع اویراد به مأله الیة فقط حقیقة کان او مجاز فیحرم الحیوان المسئول عنه من البین کما ہو حقه وہو المطلوب۔واجراء ہذا التفصیل بعینه فی لفظ الضأن ان کما وقع فی الحدیث والمتون بأن یقال لفظ الضأن لفظة لغة العرب لالغتنا فاما حقیقة فیما له الیة و مجاز فی الحیوان المسئول عنه الی قولنا وهو المطلوب،فقیل تفسیره بما تکون له الیة یمکن ویحصل الفائدة منه،وهی الاستقرار علی المطلوب واما بعد تفسیره بمأله الیة کما فعل الفحول من العلماء،فلا فائدة فیه لانه یعلم من هذا التفسیران مراد الفقهاء بالضأن مأله الیه سواء کان معنی حقیقیا او مجازیا فما مطلبنا فی الاجراء وتطویل المسافة فطننت بل علمت من هذه النقول ان التضحیة بالحیوان المسئول عنه لا تجوز۔وقد سمعت تحقیقة بما لا مزید علیه اُنفا فاقول ما انا علیه،وعلیه التعویل هو عدم جواز التضحیة به،فان اصبت فمن اللہ تعالٰی،وان اخطأت فمعنی و من الشیطان وان وجد فی الکتب الاخر المعتمدة علیها	قاہرہ ہم نے ظاہر کردئے۔ اور یہ کہنا کہ بزرگوں سے ایسا ہوتا آیا ہے،یا میش کے معنی بھیڑ ہیں یہ تار عنکبوت سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے یہ فتوٰی صحیح ہو تو اللہ تعالٰی کی طرف سے،اور غلط ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے،واللہ تعالٰی اعلم۔ (نظام الدین مدرس اسلامیہ احمد پور شرقیہ)

الغیر الموجودۃ عندی جوازھا،فح ترک التضحیۃ بہ اولی لان مقتضی الاحتیاط ح ھو عدم الجواز علی ما علم من اصول الفقہ،ھذا بالنواجذ ولا یلتقف الی قول المخالفین القائلین بالجواز فان اقوی دلائلھم "وجدنا علیہ اسلافنا" وتعلم حالہ وما سوی ھذا الدلیل من تفسیر الضان بلفظ میش وما کان من ذوات الصوف،فاوھن من بیت العنکبوت کما مر،ھذا ماظھر لی ولعل عندی غیری احسن من ھذا۔ المجیب نظام الدین مدرس مدرسۃ الاسلامیہ احمد پور شرقیہ۔	

الجواب:

الحمدﷲ الذی خصنا بالاکرام وعمنا بالانعام خلق لنا الانعام،للتقرب والاطعام،وکثیر من الحاج، ثمانیہ ازواج من الضان اثنین،و من المعز اثنین،آ الصوف حظر،ام الشعر حجر،آ بالاذناب امر،ام علی الالا یاقصر،ومن الابل اثنین،ومن البقر اثنین،آ با لبخت جد،ام فی العراب حصر،آ الجاموس رد،ام طائف البقر،آبطول وقصر وصغر وکبرفی عضو او شعر،للنوع غیر،اوبالحصر ضرر،نبؤنی بعلم ان کان لکم خبر،والصلاۃ والسلام علی السید الاعز والہ وصبحہ کل کریم معز۔عدد	اس خدا کی تعریف جس نے ہم کو اکرام کے ساتھ خاص فرمایا اور انعام کے کو ہم پر عام فرمایا،اور حاجیوں کے لئے اور ہمارے لئے چار پائے بنائے کہ کھائیں بھی اور قربانی بھی کریں۔ یہ آٹھ جوڑے ہیں،ضان کے دو اور معز کے دو [1]،تو کیا اُون والے ممنوع ہیں یا بال والے،یا دم والوں پر روک ہے یا چکتی والوں پر،اور اونٹ کے دو اور گائے کے بھی دو،تو کیا بختی اونٹوں پر انحصار ہے یا اعراب پر،اور بھینس مردود ہے یا گائے کی مختلف اصناف لانبی(لمبی)اور ناٹی،یا کسی عضو یا بال کی چھوٹائی بڑائی،نوع کو بدلنے والی اور حصر کو قائم کرنیوالی ہے تمھیں علم ہو تو مجھے بتاؤ،اور صلاۃ وسلام ہو

اصواف الضأن واشعار المعز۔و بعد فلا شك ان هذا لحيوان من بهيمة الانعام ،ومن الاغنام ومما تجوز التضحية به باجماع اهل الاسلام مسئلة واضحة جليلة النبيان غنيةعن البيان ،لا تتناطح فيها عنز ان وتد توارث التضحی به المسلمون ،وعلماؤهم متظافرون ،طبقة فطبقة وجيلا بعد جيل من دون نكير منكر ،ولا مراء عقيل فمن نسبهم جميعاً الى الضلال والاضلال فقد عتاوعصى ،وشق العصا ،يولى ماتولى ،ولسوف يرى، وقد كان الاعراض عن مثل هذا امثل واحرى ،فان الامر اذا انتهىٰ الى انكار الواضحات كان السبيل ترك التحاور ،فانها هى المقاطيع للحجج الشامخات ،والبراهين الغر ،فمن يمارى فيها فيما ذا يوقن ،وبای حديث بعد ها يؤمن ولكن وجوب اخماد الباطل وارشاد الغافل۔والرفق بضعفاء المسلمين كيلا يقعوا فى ضلال مبين، و تحسين الظن بالمسلم العاقل ،فانه ربما عثر ،فاذا ذكر تذكر ،واذا بصر ابصر ،وانما العاقل من اقر وما اصر فاذاعلم الخبر هجر الهجری وانكرا لمنكر ، و ربك غفارلمن استغفر ،كل ذٰلك يدعون ان نأتی فی الباب بعدةتنبيهات

تمام معززین کے سردار پر، ان کی آل پر، اصحاب پر جو کریم اور معزز ہیں، بھیڑوں کی اون اور بکریوں کے بال برابر۔ حمد و صلاۃ کے بعد بلا شبہ بھیڑ بکریوں اور انعام میں شمار ہوتی ہے۔ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے اور اس کی قربانی جائز ہے۔ یہ مسئلہ خود واضح اور بیان سے بے نیاز ہے۔اس کی قربانی مسلمانوں میں شروع ہی سے متوارث ہے علماء کے تمام گروہ اور مختلف جماعتوں نے اس میں کبھی کوئی اختلاف اور جدال نہیں کیا، تو بلاامتیاز سبھی کو گمراہ او گمراہ گر کہنا سرکشی اور جرم ہے۔اور امر محبوب سے روگردانی، جس کا انجام آئندہ معلوم ہوگا۔اس مسئلہ پر خامہ فرسائی سے چشم پوشی ہی بہتر تھی کیونکہ یقینیات جہاں دلائل کے پر جلتے ہیں، جو ایسی باتوں کا انکار کرے پھر کس بات کا اقرار کرے گا اور کس پر ایمان لائے گا، لیکن باطل کو بجھانا اور غافل کو بتانا، کمزور اہل اسلام کو گمراہی سے روکنا، اور یہ خوش گمانی بھی کہ پھسلنے والا سنبھالے سنبھل بھی جاتاہے۔راہ دکھاؤ تو کوئی کوئی دیکھ بھی لیتاہے۔اور واقعی عقلمند وہ ہے جو ہر بات پر خواہ مخواہ اصرار نہ کرے، اور حقیقت آشکار ہو تو یاوہ گوئی اور انکار چھوڑ دے تو پروردگار غفور و رحیم ہے۔ان سب باتوں نے ہمیں چند تنبیہات پر مجبور کیا، سبحان اللہ چمکتے سورج پر کیا حجاب میں تمھیں ہدایت کرتاہوں کہ بیکار امیدوں یا ملال کے چکر، یا طیش

تقرر الصواب وتميط الحجاب ويا سبحٰن الله هل من حجاب، على وجه شمس تجلت من سحاب هذا واياك ثم اياك ان يلهيك الا مل،اويطغيك الملل، او يستخفك الطيش،فياخذك العجل۔قبل ان تجمع الكلمات الاخر بالاول فانى اريد،ان استدرجك من الرفيع الى الرقيع،ومن ذى سم الى اشم حتى اوقفك على شمس تتضا ء لا دونها الظلم، فعسٰى ان يعتريك وهم وباتيك مايزيح،اوتمسى فى حلم اوستصبح فيما يريح،على انى قد علمت ان السبيل وعر الى ايضاح الجليات،وانما الجادة المسلوكة اظهار الخبيات،لكنى اتنزل لك الى وهدة وقعت،ولا اٰلو ان ارفعك الى الحق ما استطعت **فاقول:** وتوفيق بالقريب المجيد،عليه توكلت واليه اُنيب،

کے فوران میں پھنس کر پوری بات دیکھے سنے بغیر جلد بازی نہ کر بیٹھنا، میں تمھیں ادنی سے اعلی تک آہستہ آہستہ لے کر چل کر سورج کے پاس کڑا کردوں گا جہاں تاریکیاں کافور ہیں، کیونکہ جہاں وہم پیدا ہوتا ہے اس کا ازالہ بھی ہوتا ہے اور رات کے بھیانک خواب سے صبح کو چھٹکارا بھی مل جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ توضیح تر پوشیدہ امور کی ہوتی ہے۔ اور بدیہات کی تفہیم مشکل ہے۔میں نے حق کی طرف رہنمائی میں کوتاہی نہیں کی ہے۔

الاول: قال ربنا عزمن قائل "اُحِلَّتۡ لَکُمُ الۡاَنۡعَامُ"،الى قوله عزوجل "ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ"[22]،وقال سبحنه وتعالٰى "وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ"[23]۔فقد اذا دجل جلاله ان الانعام كلها محل المنسک،وانها التى يتقرب بنحرها وذبحا الى ربنا وربها دون سائر البهائم والحيوانات،قال

تنبیہ اول: اس بات کے بیان میں کہ صرف انعام ہی قربانی کے جانور ہیں: اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: تمھارے لئے حلال کئے گئے انعام سوا ان کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے تو دور ہوں بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے ایک اللہ کے ہو کر، پھر اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو، اور جو اللہ کا شریک کرے کہ وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچھک لے جاتے ہیں، یا ہوا اسے کسی دوسری

[22] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۰تا۳۳

[23] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۴

الامام محی السنۃ البغوی،فی معالمۃ التنزیل "لیذکروا اسم اللہ علی مارزقھم من بھیمۃ الانعام" عند نحرھا وذبحھا،وسماھا بھیمۃ الانعام،لانھا لا تتکلم،وقال بھیمۃ الانعام لانھا لا تتکلم وقال بھیمۃ الانعام قید بالنعم لان من البھائم مالیس من الانعام،کالخیل والبغال والحمیر،لایجوز ذبحھا فی القرابین [24]اھ و لااری مرتا بامرتاب فی ان حیواننا ھذا من بھیمۃ الانعام،بانہ اھلی ذات قوائم اربع و ظلف،قال فی المصباح المنیر لغۃ الفقہ،الا نعام ذات الخف،والظلف،وھی الابل،والبقر،والغنم [25]اھ فان کنت فی ریب من ھذا فانبئنا مما ذاتراہ امن الوحوش ام من السباع،ام من الطیور،ام من الھوام،ام ذوات الحوافر،ام نوع اٰخر مقطوع الدابر،مابہ علم ولاعنہ مخبر۔

جگہ چھینکتی ہے بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے،تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔تمھارے لئے انعام میں فائدے ہیں ایک مقررہ میعاد تک،پھر ان کا پہنچنا ہے اس آزاد گھر تک اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر،تو تمھارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن رکھو۔ (سورۂ حج۔پ۱۷)
ان آیات کا مفاد یہ ہے کہ جانوروں میں صرف انعام ہی قربانی اور ہدایا کے لئے مخصوص ہیں،حضرت امام بغوی نے اس مضمون پر تفسیر معالم میں دوسری آیت کے تحت تصریح فرمائی،یعنی ان جانوروں کے ذبح اور نحر کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہو ان جانوروں کو انعام کہنے کی وجہ ان کا نہ بولنا ہے۔انعام کی قید اس لئے لگائی کہ کچھ بہائم ایسے ہیں کہ قربانیوں میں ذبح نہیں کئے جاتے،جیسے گھوڑا،خچر،گدھا ___ اتنا ثابت ہوجانے کے بعد اس کی ضرورت تو نہ تھی کہ ہم بھیڑ کا انعام ہونا بھی ثابت کریں،اور یہ کہ اہلی ہے وحشی نہیں ہے دو کُھر والا چوپایہ ہے،مگر ہم شہادتیں فراہم کررہے ہیں:

اَنعام کُھردار جانور اور خف والے،یہ ابل،بقر،غنم ہیں (مصباح المنیر)
اگراس کے بعد بھی شبہ ہو تو بتاؤ کیاوحشی ہے یادرندہ ہے،کہ پرندہ ہے یاحشرات الارض میں سے ہے،سُم والوں ہے یا کوئی ایسی قسم جس کی نسل ختم ہوگئی ہے۔

[24] معالم التنزیل بی ھامش الخازن تحت آیۃ ۲۲/ ۳۴ مصطفی البابی مصر ۵/ ۱۸
[25] المصباح المنیر النون مع العین مصطفی البابی مصر ۱/ ۸۴۔۱۸۳

الثانی[۲]: قال جل ذکرہ "وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا" [26]۔ قال الشاہ عبدالقادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالٰی فی ترجمۃ الکریمۃ پیدا کئے مواشی میں لدے والے اور دبے [27] وقال فی فوائدہا لدنے والے اونٹ اور بیل، اور دبے بکری اور بھیڑ [28]۔	**تنبیہ دوم**: اس بات کے ثبوت میں کہ بکری انعام میں سے ہے: ارشاد الٰہی ہے "من الانعام حمولۃ وفرشا۔ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ فرمایا: "پیدا کئے مواشی میں لدنے والے اور دبے" اور فوائد میں فرمایا: "لدنے والے اونٹ اور بیل، اور دبنے والے بھیڑ اور بکری"۔
الثالث[۳]: اجمع المسلمون واعترف الرجل، ان الغنم من الاضاحی، وقد علم من یفرق بین البھم والبھم، ان ھذا من الغنم قال اللہ عزوجل "وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ" [29]۔ قال الفاضل رفیع الدین الدھلوی فی ترجمۃ اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی [30]۔	**تنبیہ سوم**: بھیڑ کے قربانی کے جانور ہونے پر اجماع ہے: مفتی سابق نے اعتراض کیا، اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غنم قربانی کے جانوروں میں سے ہے۔ اور چوپایوں کے درمیان فرق جاننے والے یہ خوب جانتے ہیں کہ بھیڑ غنم میں شامل ہے قرآن عظیم کی آیت "وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ" کا ترجمہ فاضل رفیع الدین دہلوی فرماتے ہیں: "اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کیں ہم نے اوپر ان کے چربیاں ان کی"۔
الرابع[۴]: انما المرجع فی امثال الامور الی علماء اللسان وکما علم کل من یعلم اللسن الثلث ان الحیوان الذی یسمی بالھندیۃ بکری وذکرہ بکرا۔	**ایضًا تنبیہ چہارم**: اس بات کا فیصلہ کہ بھیڑ غنم میں داخل ہے یا نہیں۔ وہی حضرات علماء کرسکتے ہیں جن کو تینوں زبانوں میں مہارت ہو تو ان زبانوں کا عالم یہ خوب جانتا ہے کہ جس جانور کو ہندی میں بکری اور

[26] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۲

[27] موضح القرآن تحت آیۃ ۶/ ۱۴۲ مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

[28] موضح القرآن تحت آیۃ ۶/ ۱۴۲ مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

[29] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۶

[30] ترجمۃ القرآن الرفیع الدین تحت آیۃ ۶/ ۱۴۶ ممتاز کمپنی لاہور ص ۶۳۔۱۶۲

هوالذی یسمی بالفارسیة بُز،وفی الاطلاق الاعم گوسپند،وبالعربیة معزا،وفی الاعم غنما وشاة، و ذکرہ تیسا وماعزا،وانثاة عنزا۔وما عزة، کذٰلك علموا ان الحیوان الذی یسمی بالهندیة بهیڑ،وذکرہ مینڈها،وعند قوم وانثاہ بهیڑ ولقوم بهیڑی هو الذی یسمی بالفارسیة میش،وبالاطلاقین الاخص و الاعم گوسفند،وذکرہ المناطح قوچ،وبالعربیة ضانا، وبالاطلاقین شاة،وغنما،وذکرہ کبشا وضانا، وانثاہ نعجة وضائنة،قال اللّٰه عزوجل

"ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ؕ"[31]

قال فی موضح القراٰن پیدا کئے آٹھ نر ومادہ بھیڑ میں سے دو،اور بکری میں سے دو[32]،وفی ترجمة الرفیعة آٹھ جوڑے بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو[33]۔وقال الشاہ ولی اللّٰه الدهلوی فی ترجمتها آفرید ہشت قسم راز گوسفند دو قسم واز بُز دو قسم[34]۔وقال الفاضل یوسف چلپی فی ذخیرة العقبٰی حاشیة شرح الوقایة،

اس کے نر کو بکرا کہتے ہیں، فارسی میں اسی کو بُز اور عام بول چال میں گوسپند اور عربی میں معز، اور عام بول چال میں غنم وشاۃ کہتے ہیں اس کے مذکر کو "تیس" اور ماعز کہتے ہیں اور مؤنث کو عنز اور ماعزہ کہتے ہیں۔اسی طرح یہ بھی معروف بات ہے کہ ہندی میں جس جانور کو بھیڑ جس کا مذکر مینڈھا اور بعض کی زبان میں بھیڑا کہتے ہیں، اسی کی مؤنث کو بعض لوگ بھیڑ اور بعض بھیڑی کہتے ہیں، اسی کو فارسی میں میش اور عام بوچال میں گوسفند اس کا مذکر مناطح قوچ کہلاتا ہے یہی عربی میں ضان اور دونوں اطلاقوں میں شاۃ و غنم کہلاتا ہے اس کا مذکر ضان و کبش اور مؤنث کو نعجہ کہا جاتا ہے۔

"ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ؕ" پیدا کئے آٹھ نر ومادہ بھیڑے اور بکری سے دو (از موضح القرآن) آٹھ جوڑے بھیڑوں میں سے اور دو ۲ بکری میں سے دو، (شاہ رفیع الدین) آفرید ہشت قسم از گوسفند دو قسم،واز بز دو قسم (شاہ ولی اللہ)۔

ضان، ضائن کی جمع، ماعز کے خلاف۔اور یہ غنم کی ہی دو ۲ نوعیں ہیں، پہلے کو فارسی میں میش اور ثانی کو بُز

---

[31] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۳

[32] موضح القرآن تحت آیۃ ۶/ ۱۴۳ مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

[33] ترجمۃ القرآن الرفیع الدین تحت آیۃ ۶/ ۱۴۳ ممتاز کمپنی لاہور ص ۱۶۲

[34] ترجمۃ القرآن (فارسی) لولی اللہ الدہلوی تحت آیۃ ۶/ ۱۴۳ مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۴۸۔۱۴۹

ضانا جمع ضائن خلاف الماعز،وھما نوعان من جنس الغنم،یقال للاول بالفارسی میش وللثانی بُز،والشاۃ اسم جنس یشملھا کالغنم ویقال لھا بالفارسی گوسفند، کذا فی الصحاح،والاسماء [35] اھ باختصار،وقد ترجم فی النفائس بھیڑ ا بالفاسیۃ بمیش نر،وبالعربیۃ بکبش وضان [36] وقال فی تحفۃ المؤمنین بھیڑ بھندی غنم است [37]، ثم قال غنم ضان ست [38] ثم قال ضان بفارسی میش نامند [39]۔ بھیڑا فارسی میں میش نر اور عربی میں ضان ہے (نفائس) وفی المنتخب الرشیدی ضان میش ضائن میش نر [40] وفی الصراح ضائن میش نر،خلاف ماعز، والجمع ضان،خلاف معز اھ [41]۔ فان کان فی مریۃ بعد فلیقم ولیَعُدُ فلیذھب بقطیع منہ الی العرب، والفرس، و لیدر فیھا بلادا وقری وجبالا ومفاوز،ولیسأل کل اھل ناد من حاضر،وباد،ورجل،وامرأۃ	کہتے ہیں اور غنم کے ہی ہم معنٰی لفظ شاۃ ہے جس کا اطاق دونوں نوعوں پر ہوتا ہے اور اس معنی میں فارسی لفظ گوسفند بولا جاتا ہے اسماء اور صحاح میں ایسا ہی ہے (مختصرا) (ذخیرہ عقبٰی چلپی) بھیڑ ہندی میں غنم ہے۔اور غنم ضان ہے اور ضاں فارسی میں میش ہے (تحفۃ المومنین) ضان میش،ضان نر۔(منتخب رشیدی) ضائن میش نر،خلاف ماعز۔اور اس کی جمع ضان خلاف معز (صراح)۔ ان سب شہادتوں میں ضان اور میش ایک ہی چیز قرار دی گئی ہے اور اسی کو ہندی بھیڑ بتایا گیا ہے اگر اس کے بعد بھی شبہہ ہو کہ یہ دونوں ایک نوع نہیں ہیں،تو بھیڑ کا ایک گلہ لے کر عرب اور فارس کے شہروں اور دیہاتوں میں پھر کر جنگلوں اور پہاڑوں،آبادیوں اور ویرانوں میں گھوم گھوم کر ہر ایک

[35] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الاموال نولکشور کانپور ۱/ ۱۲۷

[36] النفائس

[37] تحفۃ المومنین مع مخزن بن الادویۃ الباء مع الھاء نولکشور کانپور ص ۱۶۹

[38] تحفۃ المومنین مع مخزن بن الادویۃ الغین مع المیم نولکشور کانپور ص ۴۲۵

[39] تحفۃ المومنین مع مخزن بن الادویۃ الصاد مع الالف نولکشور کانپور ص ۳۹۷

[40] منتخب اللغات مع غیاث اللغات باب الضاد مع النون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۲

[41] الصراح فی الغۃ الصحاح باب النون فصل الضاد نولکشور لکھنؤ ص ۴۱۸

وحر وامة، وعالم وجاہل، وسائر و قافل فان اخبرہ العرب جمیعا ان ھذا ضان، غنم، شاۃ، کبش، نعجة، وقالت الفرس ایں ست میش، و گوسپند، نرومادہ، فلیصدق بالحق، وان اعربت العرب ان ھذا عصفور، اوکلب عقور اوفیل مأسور، و تفرست الفرس، فقالت خرگور، اوچرغ پرزور اوچغد شبکور، فھو معذور۔

الخامس[5]: ارأیت ان انکر منکر، ان ھذا المھیب الثقیل، ذا الخرطوم الطویل، الذی یقال لہ بالھندیا تھی وگج، لیس ھو الذی یقال لہ بالعربیة فیل، وبالفارسیة پیل، فھل عندك علیہ من حجة ودلیل، الاالرجوع الی اھل اللسن، وابانة ان اطباقھم علی امثال ذٰلك من باب التواتر المورث للیقین، کما ان من جحد وضع بمبئی اوکلکتہ، مثلا لھذا البلد المعلوم، فلا دواء لہ الا الانباء بان الناس مطبقون علی ان ھذا البلد بھذا مسمی وبہ موسوم فان عاند وعاد وعاود اللداد، فماله من طب الا الا فتصاد۔

السادس[6]: من الظن زعم الحاق الجوامیس بالبقر، وانما عرفت الاضحیة علی خلاف القیاس لکونھا تقربا بارقة دم،

شہری ودیہاتی، عالم وجاہل سے سوال کرو، تو سارے عرب یہ کہیں یہ ضان ہے غنم ہے۔ شاۃ ہے کبش ہے، نعجہ ہے۔ اور فارسی کہیں یہ میش ہے گوسپند ہے۔ تو حق بات تسلیم کرو، اور اگر عرب اس کو گوریا، کٹکھنا کتا یا ہاتھی یا اہل فارس اس کو گورخر یا چیتا یا الو کہیں تو تم معذور ہوگے۔

تنبیہ پنجم تائید مزید: لمبی اور دراز اسونڈ والے ہاتھی کو کوئی فیل نہ مانے تو اس کے علاوہ کیا سبیل ہے کہ اہل عرب سے یہ کہلا دیا جائے کہ ہمارے یہاں سب لوگ اسے فیل ہی کہتے ہیں، جیسے اگر کوئی بمبئی کا انکار کرے، تو اس کی سبیل بھی یہی ہے کہ اسے بمبئی شہر دکھا کر لوگوں سے کہلادیا جائے کہ سب لوگ اسی کو بمبئی کہتے ہیں:

تنبیہ ششم: بھینس کو گائے کے ساتھ لاحق نہیں کیا گیا: یہ کہنا بھینس کو گائے کے ساتھ ازروئے قیاس لاحق کیا گیا غلط ہے کیونکہ یہ مسئلہ

وازھاق روح فکیف یسوغ الالحاق فیھا،ولو ماغ لکانت المھا والوعول والظبا احق انہ تلحق بالبقر و المعز .قال العلامۃ الاتقانی فی غایۃ البیان،التضحیۃ امر مستفاد بالشرع بخلاف القیاس،لان کون اراقۃ الدم قربۃ غیرمعقول المعنی فاقتصر علی مورد الشرع،ولھذا لم تجز التضحیۃ بشیئ من الوحش اھ[42]وقال العینی فی رمز الحقائق انھا عرفت بالنص علی خلاف القیاس فیقتصر علیھا [43] اھ وقال العلامۃ الطوری فی تمکلۃ البحر الرائق جواز ھاعرف بالشرع فی البقر الاھل دون الوحشی والقیاس ممتنع[44]. اھ ومثل ذٰلك فی کثیر من الکتب و انما الشان انھم علموا انھا من نوع البقر فتناولھا النص تناول اولیا من دون حاجۃ الی الحاق،بھذا علل کما نص علیہ فی الھدایۃ والخانیۃ والذر وشرح النقایۃ للبرجندی، وفی الجامع الرموز عن جامع المضمرات ومجمع الانھر عن المحیط،وفتح اللہ المعین عن التبیین و البحرالرائق عن الوالو الجیۃ،والھندیۃعن البدائع۔

قیاسی ہے ہی نہیں،اگر قیاس پر مدار ہوتا تو سفید نیل گائے کو گائے کے ساتھ،اور پہاڑی بکری اور ہرن کو بکری کے ساتھ لاحق کرنا بدرجہ اولٰی بہتر ہوتا لیکن ایسا جائز نہیں۔
علامہ اتقائی نے غایۃ البیان میں فرمایا: "قربانی کا مسئلہ بالکلیہ غیر قیاسی ہے کیونکہ خون بہانا کار ثواب ہو،یہ بات غیر معقول ہے۔ اس لئے جن جانوروں کو شرع نے جائز قرار دے دیا ان کے علاوہ مثلا وحشی جانوروں کی قربانی شرعا جائز نہیں"علامہ عینی نے رمز الحقائق میں تحریر فرمایا: "قربانی حکم الٰہی سے خلاف قیاس ثابت ہوتی ہے،تواسی پر اقتصار کیا جائے گا"۔علامہ طوری تکملہ بحرالرائق شرح کنز الدقائق میں تصریح فرماتے ہیں: "قربانی کا جواز شرح مطہر میں انھیں جانوروں میں ثابت ہے جو اہلی ہوں وحشی میں نہیں، اور یہاں قیاس کو باریابی کی اجازت نہیں"
توحقیقت حال یہ نہیں ہوئی کہ اکمل کو کامل کے ساتھ لاحق کیا گیا،بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علماء کے نزدیک بھینس کا گائے کی ہی نوع میں ہونا ثابت ہوا توانھوں نے کہا کہ قرآن کا لفظ بقر

---

[42] غایۃ البیان
[43] رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق کتاب الاضحیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۰۵
[44] تکملہ من البحر الرائق کتاب الاضحیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸/ ۱۷۷

وردالمحتار عنھا وعن المُغرَب وان اقترحت جلیت لك نقولھا،فانی لم اثر فی ھذہ الرسالۃ شیئاالا من الکتب التی منحنی بی فھی عندی فی ملکی ویدی، حتی انھم اخذوا علی لفظۃ توھم التغایر بینھما کقول الکنز،الجاموس کالبقر کما فی التبیین [45]، و البحر [46] والنھر والشرنبلالیۃ،ومجمع الانھر وابی السعود وغیرھامع انہ ان انما ھو کقولہ ایضا البخت کالعراب بید ان اول المسئلۃ کان ھناك بلفظ الابل فلم یوھم التشبیہ وھھنا بلفظ البقرفاوھم،ثم لما ذا استکثر من ھذاالفصل وانت الناقل عن رد المحتار قولہ البقر بنوعیہ [47]اھ،وعن مفاتیح الجنان ان الجاموس داخل فی البقر [48] اھـ وعن الاشعۃ جاموس	بھینس کو شامل ہے اس لئے مسئلہ ہذا کے الحاق والے قاعدہ کے سہارے کی بالکل ضرورت نہیں، یہ امور ہدایہ، خانیہ، رمز الحقائق، تکملہ طوری، مستخلص الحقائق، شرح ملا مسکین، طحطاوی علی الدر، شرح نقایہ برجندی، جامع الرموز، جامع المضمرات، مجمع الانہر عن المحیط، فتح اللہ المعین عن التبیین، بحر الرائق۔ والوالجیہ، ہندیہ، عن البدائع، ردالمحتار عن البدائع و عن مغرب منصوص ہیں، ضرورت پر ساری کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں، الحمدللہ ساری کتابیں میری ذاتی ہیں، ہاں ان حضرات نے ایک لفظ ایسا ضرور کہا ہے جس سے یہ شبہ ہوگا کہ گائے اور بھینس میں تغایر ہے اور وہ کنز، تبیین، بحر، نہر، شرنبلالیہ، مجمع النہر ابی سعود وغیرہ میں ذکر کیا ہوا لفظ "الجاموس کالبقر" ہے لیکن اس سے دھوکا کھانا غلط ہے، کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے علماء اونٹ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں "البخت کالاعراب" بیان مسئلہ میں اونٹ مقسم کی طرح پیش کیا گیا ہے۔اس کے باوجود جب بخت واعراب دو نوع نہ ہوئے تو صرف کاف تشبیہ کی وجہ سے بقر وجاموس دو نوع کیسے ہوں گے، اور خاص کر مجیب صاحب کو

[45] تبیین الحقائق کتاب الاضحیۃ المطبعۃ الکبرٰی الامیریۃ بولاق مصر ۶/ ۷

[46] تکملہ من البحر الرائق کتاب الاضحیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸/ ۱۷۷

[47] ردالمحتار کتاب الاضحیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۴

[48] مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن الاضحیۃ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۲۱۸

نوع از بقرست[49] فمالی اراك نقل العبارات وتنبؤ عنها كان لم تسمعها، كلا بل تسمع وتفهم ثم تحيل، اما سمعناك نقول انهم يدخلون الجاموس فى البقر، ويقولون انه نوع منه، ثم عدت تعد الا نواع خمسة، وتعجل النوع يقابل جنسه، وبالجملة قد تبيين بطلان تخميس الا نواع، وعد الجاموس نوعا براسه۔ ثم لايخفى على كل ذى حجى مالم يكن اغلظ طبعا من الجواميس، مابين البقر والجاموس من البون البين صورة ومعنى، يبائن الوضع الوضع، و الطبع الطبع، واللحم اللحم، واللبن اللبن، والطعم الطعم، والحمل الحمل، والمزاج المزاج، والاثار الاثار، والافعال الافعال، والخواص الخواص، حتى حكم القياس انها نوعان متباينان، وان الجواميس لا تجوز التضحية بها، وانما الاجزأ حكم الاستحسان قال فى الخلاصة ثم الاتقانى فى شرح الهداية و الحلبى فى تكملة لسان الحكام الجاموس يجوز فى الضحايا

تو یہ شبہہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، کیونکہ انھوں نے خود ہی ردالمحتار کی عبارت "البقر بنوعیه" اور مفاتیح الجنان کا حوالہ "ان الجاموس داخل فی البقر" (بھینس گائے میں شامل ہے)۔اور اشعۃ اللمعات سے "جاموس نوع از بقر" (بھینس گائے کی ایک قسم ہے) نقل کیا ہے حیرت ہوتی ہے کہ اس کے باوجود کس طرح مجیب نے قربانی کے جانور کی پانچ قسمیں کیں، اور بھینس کو الگ ایک نوع قرار دیا پس واضح ہوا کہ پانچ نوع قرار دینا غلط، اور بھیڑ کو چھٹی قرار دے کر اس سے انکار کرنا غلط در غلط ہے۔

ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ گائے اور بھینس میں صورۃ اور معنا بناوٹ، طبیعت، گوشت اور دودھ، مزے اور اعمال وآثار میں تباین ظاہری ہے جس کے پیش نظر عقل کا فیصلہ یہی ہے کہ ان دونوں میں تباین نوعی ہے۔اور بھینس کی قربانی نہ ہونا چاہئے مگر جائز ہے، تو یہ ایک خلاف قیاس حکم ہے۔
خلاصہ اتقانی، حلبی میں: "بھینس کی قربانی استحسانا جائز ہے"
فاضل عبدالحیٔ لکھنوی کی شرح مختصر وقایہ میں

---

[49] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوۃ باب الاضحیہ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۰۸

والهدایا استحسانا [50] اھ.وفی شرح مختصر الوقایة للفاضل عبدالعلی الجاموس کالبقرة لانه نوع منها.فی الروضة هذااستحسان و القیاس انه لا یجوز [51] اھ وتغایر هما فی العرف ظاہر .ولذا لو حلف لایاکل لحم البقر لم یحنث باکل لحم الجاموس، کما فی زکوٰة الهدایة.ولا بعکسه.کما فی ایمان الخانیة.وما اذا یعنی مجرد الوفاق فی عدد الاعضاء مع الخلاف فی جمع مامر .فان ذٰلك حاصل فی الخیل والعیر ایضامع انهمانوعان متباینان قطعا عرفا وشرعا.بل لك ان تقول لا وفاق فی العدد ایضا.فان لبقر جلدا متدلیا من مبدأ حلقه الی منحره.ولیس ذٰلك للجاموس،والشعر یعم بدن البقر ولیس علی جمع الجاموس الا شذر مزر .فاذا استحسنوا مع کل ذٰلك ان الجوامیس لیست الا من نوع البقر .کانت ضئین الهند احق بان تعد من نوع اضؤن العرب.فانهما الاخلف بینهما فی شیئ

ہے" بھینس گائے کی طرح ہے یہ اسی کی ایک نوع ہے" روضہ میں ہے: "اس کی قربانی استحسانا جائز ہے قیاس میں تو جائز نہ ہونا چاہئے۔" عرف کے اعتبار سے گائے اور بھینس کا تغایر ظاہر ہے، اسی لئے اگر کوئی قسم کھائے کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا، یہ مسئلہ ہدایہ کتاب الزکوۃ میں ہے، اور خانیہ میں ہے بھینس کی قسم کھائی تو گائے کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا، اور اگر خالی اعضاء کی تعداد میں موافقت کی وجہ سے گائے اور بھینس کے ایک نوع ہونے کا خیال کیا جائے اور تو گھوڑے گدھے میں اس سے زیادہ یکسانیت ہے حالانکہ وہ دونوں عرفا اور شرعا ہر لحاظ سے دو متبائن نوعیں ہیں، اور تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ گائے اور بھینس میں اعضاء کی تعداد میں بھی موافقت نہیں ہے کیونکہ گائے کی گردن میں فاضل کھال لٹکتی ہے جو بھینس میں نہیں ہوتی، اور گائے کے سم پر گھنا بال پورے بدن پر اگا رہتا ہے اور بھینس کے جنس پر چند قلیل بال ہوتے ہیں پس جب ان سارے اختلافات کے باوجود استحسان میں گائے اور بھینس کے ایک جنس ہوئے تو دنبہ اور بھیڑ کے ایک جنس ہونے میں کیا شبہہ ہو سکتا ہے

[50] خلاصة الفتاوی الفصل الرابع مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۱۴

[51] شرح النقایہ للبرجندی کتاب الاضحیہ نولکشور لکھنؤ ۳/ ۱۹۵

مما وصفنا حتی لو ان ضائنین منهما متشابهی اللون، والجثة نظر هما ناظر من قدام لم یکد یمیز بینهما کضائنین کذٰلك من ارض واحدة، نعم الالیة من احدهما عریضة قصیرة ومن الاخری ضئیلة طویلة ومثل هذا الخلف بل اکثر منه کثیرا مایوجد فی افراد نوع واحد باختلاف الاراضی واختلاف المادة وغیرہ ذٰلک۔

کیونکہ ان میں تو مذکورہ بالا اوصاف میں سے کسی میں اختلاف نہیں، اگر ایک رنگ کے دنبہ اور بھیڑ کو آگے سے دیکھئے تو فیصلہ مشکل ہوگا کہ کون بھیڑ ہے اور کون دنبہ، ہاں صرف یہ بات ہے کہ دنبہ کی دم چوڑی اور چھوٹی ہوتی ہے اور بھیڑ کی دم لمبی اور بالدار ہوتی ہے۔ لیکن یہ کوئی بات نہیں اس سے بڑے بڑے اختلافات ایک نوع کے افراد میں اختلاف آب وہوا کی وجہ سے پائے جاتے ہیں، اور ان کا لحاظ کرکے کوئی اختلاف نوع کا حکم نہیں لگاتا۔

الاتری الی غلظ شفاہ الحبش، وصغر عیون الترك فطس انوف الصین، ولبعض من اتراك الوحوش علی عصعصه لحمة زائدة قدر شبر یشبه الذنب والهنة الناتیة بین الشفرین لاتوجد خلقة فی نساء المغرب، وربما یکون لانسان ستة اصابع وذکر الفقهاء ما اذا کان للمرء، یدان فی ید، او رجلان فی رجل اوکفان فی کف، هل یجب غسلها فی الوضوء، کما فی البحر، والنهر، والدر، والهندیة وغیرها، ولقد رأیت لبعض البلاد جمالا جمیلة المنظر، لطاف الجسم، صغار الحجم،

امثلہ (۱): آدمیوں میں حبشیوں کا ہونٹ نہایت موٹا ہوتا ہے، (۲) ترکیوں کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہے (۳) چینیوں کی ناک چپیٹی ہوتی ہے (۴) اور بعض وحشی ترکیوں کی دم کی ہڈی پر دم ہی کی طرح ایک بالشت تک لمبا گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے (۵) عام عورتوں کی شرمگاہ میں جو پارہ گوشت اُبھرا ہوا ہوتا ہے مراکشی عورتوں میں خلقۃً نہیں ہوتا (۶) ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ آدمی کے کبھی چھ انگلی ہوجاتی ہے، چنانچہ فقہاء کا جزیہ ہے اگر کسی آدمی کے دو دو ہاتھ ہوں یا دو دو پاؤں یا ایک ہاتھ میں دو ہتھیلیاں تو کیا وضو میں دونوں کا دھونا واجب ہے۔ یہ مسئلہ بحر، نہر، درر اور ہندیہ میں مصرح ہے۔ (۷) میں نے بعض شہروں میں اونٹ دیکھے ہلکے پھلکے، لمبے بال والے، جن کے پُشت پر دو کوہانیں تھیں جن کے بیچ میں ایک

طوال الوبر، لکل منها علی ظهره سنامان رفیعان، بینهما مجلس الراکب یکونان له کعودی الرحل، وقد قال العلامة القزوینی فی عجائب الموجودات، ثم الامام الدمیری فی حیوة الحیوان انه یجلب من الهند نوع من الضأن علی صدره الیة، وعلی کتفه الیتان، وعلی فخذیه الیتان، وعلی ذنبه الیة وربما تکبر الیة الضأن حتی تمعنه من المشی، زاد القزوینی فیتخذ لالیتها عجلة توضع علیها وتشد الی صدرها، فیمشی الضأن وتجر العجلة والا لیة علیها[52] اھ. فهذه اختلافات فی الاعضاء باصل الوجود و العدم، فضلا عن الصغر، والکبر، والطول والقصر، فهل یجوز لعاقل ان یحکم لذلك باختلاف النوع، وان احد من صنفی الا بل ذات کومین و ذات کوم، مثلا لیس من نوع الابل، لاتجوز التضحیة به، ولا تجب الزکوٰة فی سائمته۔	آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی، (۸) امام قزوینی نے عجائب المخلوقات اور دمیری نے حیوۃالحیوان میں تحریر کیا، ہندوستان کے بعض دنبے آتے ہیں جن کے سینے پر چکتی ہوتی ہے اور دونوں مونڈھوں پر دو چکتی اور رانوں پر دو چکتی اور دم پر ایک چکتی ہوتی ہے جو اتنی بڑی ہوتی ہے کہ لکڑی کی چھوٹی گاڑی پر وہ چکتی رکھ دی جاتی ہے اور گاڑی دنبہ کے سینہ سے باندھ دی جاتی ہے جسے وہ کھینچتا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا سارے اختلافات جو اعضاء کی کمی بیشی میں واقع ہونے، چہ جائیکہ ان کے بڑے اور چھوٹے ہونے کا اختلاف، تو کیا کوئی عاقل اس کی وجہ سے جانوروں کی نوع میں اختلاف ہونے کی بات کرے گا اور کہے گا کہ یہ دو کوہان والے اونت، اونٹ ہی نہیں، نہ ان کی قربانی ہو سکتی ہے نہ یہ سائمہ جانوروں میں شمار ہوں گے نہ ان پر زکوۃ ہوگی۔
السابع:اطبق اهل التفسیر والحدیث والفقه و اللغة من العرب والعجم، ان الغنم نوعان، ضأن و معز،	**تنبیہ ہفتم توضیح مزید**: عربی و عجمی اہل تفسیر و حدیث، اہل فقہ ولغت اس بات پر متفق ہیں کہ بکری کی دو قسمیں ہیں: ضان اور معز، جس کی

[52] حیاۃ الحیوان باب الضاد المعجمۃ (الضان) مصطفی البابی مصر ۱/ ۶۳۴، عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات الضان مصطفی البابی مصر ص ۲۴۹

میش وبُز ،وان الضاٰن ومیش خلاف المعز وبُز ،و المعز وبُز خلاف الضاٰن ومیش ،قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی حاشیتہ علی تفسیر البیضاوی الضائن خلاف الماعز ،وجمعہ ضاٰن اھ[53]، وقال فی مجمع بحار الانوار ضوائن ذات صوف عجاف ھو جمع ضائنۃ، وھی الشاۃ من الغنم خلاف المعز[54] اھ وقال فی المرقات الضاٰن خلاف المعز من الغنم[55]اھ، وقال العلامۃ مسکین فی شرح الکنز ،الغنم اسم یطلق علی الذکر و الانثی من الضاٰن والمعز والضاٰن خلاف المعز[56] اھ،وقال فی القاموس المعز ھو خلاف الضاٰن من الغنم[57] اھ،وفیہ الضائن خلاف الماعز من الغنم ،جمع ضأن اضئن ضأنك اعزلھا من المعز[58]اھ،
وفی مختار الصحاح للعلامۃ الرازی الضائن ضد الماعز و الجمع الضأن والمعز[59]اھ۔

تعبیر فارسی میں میش اور بز سے کی جاتی ہے اور دونوں میں ایسا اختلاف ہے کہ جو معز ہے ضان نہیں اور جو ضان ہے معز نہیں، حوالے:

o ضائن ماعز کے خلاف،اور اس کی جمع ضان ہے(علامہ خفاجی حاشیہ بیضاوی)

o ضوائن اون والی ضائنہ کی جمع،یہ بکری کی ایک قسم خلاف ماعز ہے۔(مجمع بحارالانوار)

o ضائن معز کے خلاف غنم میں سے۔(مرقات)

o غنم اسم جنس ہے۔یہ ضان ومعز مذکر ومؤنث دونوں پر بولا جاتاہے،اور ضان اور معز میں اختلاف ہے۔(شرح کنز علامہ مسکین)

o معز ضان کے خلاف ہے۔غنم کی ہی ایک قسم ہے (قاموس)

o ضائن،بکریوں میں معز کے خلاف،اور جمع ضائن،محاورہ ہے:اپنے ضانوں کو ماعز سے الگ کرو۔(قاموس)

o ضائن ماعز کا ضد ہے۔اور جمع ضان اور معز ہے(مختار الصحاح رازی)

---

[53] عنایۃ القاضی حاشیۃ علی البیضاوی تحت آیۃ ۶/۸۰ دار صادر بیروت ۵/ ۳۵۹
[54] مجمع بحار الانوار باب الضاد مع الھمزۃ ضائن مکتبۃ دار الایمان المدینۃ المنورہ ۳/ ۳۸۳
[55] مرقات المفاتیح کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیۃ الفصل الاول المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۵۶۱
[56] شرح الکنز لمنلا مسکین مع فتح المعین کتاب الاضحیہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۳۸۱
[57] القاموس المحیط باب الزاء فصل المیم (العز) مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۹۹
[58] القاموس المحیط باب النون فصل الضاد(الضائن) مصطفی البابی مصر ۴/ ۲۴۴
[59] مختار الصحاح تحت لفظ ضائن مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ص۳۷۶

وفیہ المعز من الغنم ضد الضأن[60] اھ، وتقدمت اٰنفا عبارات ذخیرۃ العقبٰی والصراح و انت المحتج بقول الغیاث گوسفند بمعنی میش مقابل بُز چنانکہ معز در عربی مقابل ضان ست[61] الخ، وحشیت علیہ بقولك ازیں عبارت صاف معلوم می شود کہ آں حیوان کہ عرب آں راضان گویند فرس آں رامیش گویند، وانچہ عرب آں معز گویند فرس بُز گویند، ونقلت عن الشیخ المحقق قدس سرہ غنم دوصنف ست معزکہ آں رابُز گویند وضان کہ آں رامیش خوانند[62] وایدتہ بقول الشامی الشاۃ بنوعیہ[63] اھ، فکان اجماعا علی ان ماکان من الغنم خارجا عن الضأن، ومیش فھو داخل فی المعز وبُزوماکان منھا خارجا عن المعز وبز فھو داخل فی الضأن ومیش، وقدبینا ان حیوانا ھذا من الغنم، وان ستریك فیہ فلن یستریب احد ممن لہ قسط من العقل انہ من بھیمۃ الانعام، ثم لعلك تزھو بنفسك ان تدعی کونہ ابلا اوبقرا فاما	معز بکریوں میں ضان کا ضد ہے۔ (مختار الصحاح رازی) ذخیرہ عقبٰی اور صراح کی عبارتیں اوپر گزریں۔ o گوسفند معنی میں میش کے جو بز کا مقابل ہے جیسا کہ معز عربی میں ضان کا مقابل ہے۔ (غیاث اللغات بحوالہ مجیب) o جس حیوان کو عرب ضان کہتے ہیں فارسی میں میش کہتے ہیں (تقریر مجیب) o غنم کی دو قسم ہے۔ معز کہ اس کو بز کہتے ہیں، اور ضان کہ اس کو میش کہتے ہیں (شیخ محقق، بحوالہ مجیب) o بکری اپنی دونوں نوعوں کے ساتھ (شامی بحوالہ مجیب)۔ تو ایک طرح اجماع ہوگیا کہ غنم صرف دونوں میں منحصر ہے، جو غنم معز نہیں وہ ضان ہے۔ اور جو ضان نہیں وہ معز ہے۔ تو لامحالہ بھیڑ کو بھی ضان یا معز کسی میں داخل ماننا پڑے گا، اور اگر کچھ شبہ ہو تو اتنا تو قطعی ہے کہ یہ بہیمۃ الانعام میں داخل ہے۔ اور بہ اتفاق علماء انعام کی صرف چار قسمیں ہیں۔ اس امر کی تصریح امام بغوی نے معالم میں اور

[60] مختار الصحاح تحت لفظ (المعز) مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ص ۶۲۷

[61] غیاث اللغات فصل کاف فارسی مع واؤ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۳۱

[62] اشعۃ اللمعات کتاب الصلٰوۃ باب الاضحیۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۰۸

[63] ردالمحتار کتاب الاضحیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۴

ان یکون من المعز او من الضأن، اذا الانعام منحصرة فی الاربع بتصریح العلماء کافة کما نص الامام البغوی فی المعالم، والامام الرازی فی المفاتیح والعلامة الرومی فی ارشاد العقل والمولی القاری فی المسلك المتقسط، والفاضل طاہر فی مجمع البحار وغیرهم فی غیرها لکن الاول باطل اذا المعز ذات شعر، وهذا باعترافك ذات صوف والمعز بُز وبکری وهذا لیس بها عند احد من الصبیان فضلا عن علماء اللسان فتعین ان یکو ن من الضان فانظر الی حججك کیف کرت علیك بالحجاج، فان الضان ومیش لوکان مختصة عند العرب والعجم بماله الیة وهذا لا الیة له بزعمك توجب ان یکون خارجا منها، فوجب ان یکون داخلا فی المعز وبُز، وقد قفیت علی نفسك انه لیس منها، فبطل انحصار الغنم فی نوعین، وقد کنت بهجت به نقلا واستنادا، و تعویلا واعتمادا ثم بطلانه یقتضی ببطلان دعوٰك فان مدار التضحیة علی النعمیة دون خصوص الالیة و الضانیة۔

الثامن[8]: کل ماشقق، ورقق، وظن ان قد دقق من کون میش حقیقة فی کذا ومجازا فی کذا او مشترکا بینهما الخ انما هو علی زعم

رازی نے مفاتیح میں رومی نے ارشاد میں ملا علی قاری نے ملسک المتقسط میں اور فاضل طاہر نے مجمع البحار میں کی ہے۔ اور ان کے علاوہ نے دوسری کتابوں میں کی ہے۔ اور آپ اس کو گائے یا اونٹ میں شامل کرنے کی جرات کر ہی نہیں سکتے۔ لامحالہ یہ ضان میں ہی شامل ہوگا، معز یا بکری تو ہوگا نہیں کہ اس کے اون ہوتا ہے اور معز کے اون نہیں ہوتا، کیونکہ آپ کا یہ خود کا اعتراف ہے کہ یہ اون والی ہے، تو دیکھئے آپ ہی کی دلیل نے آپ کا کیسا رد کیا اور صاف ظاہر ہوگیا کہ چکتی مابہ الامتیاز نہیں، ورنہ بھیڑ کو معز میں داخل کرنا ہوگا، اور آپ اس کو دونوں ہی سے خارج کرنے پر تلے ہوئے تھے، اور اسی سے آپ کے دعوی کا رد بھی ہوگیا کہ یہ قربانی کا جانور نہیں۔

تنبیہ ہشتم حقیقت ومجاز والی تدقیق کا جواب: اس پر مجیب کی اس قسم کی ساری تدقیقات کہ میش ذوات الیہ میں حقیقت ہوگا یا مجاز یا مشترک، سب کا مبنٰی یہ تھا کہ چکتی کو میش کی حقیقت

ان ماله اليه مغاير بالنوع لما ليست له الية بالمعنى الذى توهم فظن ادخالها جميعا يؤدى الى التثليث و لم يدر انه هوالواقع فيه لما بينا ان هذا الحيوان من الانعام قطعا واذ ليس من البدن فمن الغنم فلو كان نوعا مغاير الذوات الاليات لوجب التثليث۔

التاسع[9]: احسنت اذ ايقنت ان التفسير بالاعم انما يجوز حيث يقصد التمييز عن بعض الاغيار ولكن دعواك ان ههنا كذالك فمفسروا الضأن بميش انما قصدوا الميز عن البعض،كلمة انت قائلها لا برهان لك عليها بل الحجة ناطقة بخلافها حيث كان المحل لبيان حكم لا يعد والضأن كجواز الجزع كما فى عبارة الشيخ المحقق رحمه الله تعالٰى فى اشعة اللمعات[64] وغيرها۔

العاشر[10]: انما الخطاب بلغة العرب،فمالم يثبت النقل فالاحتجاج باللغة تام قطعا ولا يدفع بالاحتمال بناء على ان اهل الشرع قد يصطلحون على معنى اٰخر،بذٰلك استدل الامام المحقق على الاطلاق محمد بن الهمام

میں بنیادی دخل ہے۔اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ یہ بنیاد ہی غلط ہے،تو یہ تدقیقات بھی بے حقیقت ہوگئیں،اور انھیں پر مبنی یہ حکم بھی کہ غنم کی دو ہی قسم نہ رہیں گی،بھیڑ کے بعد اس کی تین قسم بنیں گی۔

تنبیہ نہم ذات الصوف تعریف بالاعم نہیں: یہ بات بلاشبہ صحیح ہے کہ کبھی کبھی تعریف و تفسیر لفظ اعم سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ مجیب نے دعوی کیا ہے۔لیکن یہ بات کہ لفظ ضان کی تفسیر میں میش کا ذکر بھی یونہی ہے۔بے حقیقت بات ہے۔ بلکہ شہادات اس کے خلاف ہے۔کیونکہ یہ تفسیر ایک ایسے حکم کے بیان کے سلسلہ میں ہے جو اضان کے ساتھ خاص ہے جیسے صاحب اشعۃ اللمعات کا یہ کہنا کہ ضان کا چھ ماہہ بچہ بھی جائز ہے۔

تنبیہ دہم دربارہ لغت فقہاء واوباء: نیز یہ بات بھی صحیح نہیں کہ اعتبار فقہاء کی لغت کا ہے نہ کہ ادیبوں کی لغت کا،جب خطاب زبان عرب میں ہے۔تو جب تک منقول ہونے کا ثبوت نہ ہو ضروری ہے کہ لغوی معنی ہی مراد ہوں اس کی تائید ابن ہمام رضی اللہ تعالی عنہ کے اس

[64] اشعة اللمعات كتاب الصلوٰة باب الاضحية الفصل الاول مكتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۰۸

علی تحریم البنت من الزنا .قال فی الفتح لانها بنته لغة والخطاب انما هو باللغة العربیة مالم یثبت نقل[65] وتبعه علیه البحر فی البحر ،والشامی فی ردالمحتار وغیرهما من العلماء الکبائر ،وهذا الذلم یظهر من الوفاق،فکیف وقد ثبتت مواطاتهم علیه کما مر و یاتی بتوفیق الله تعالٰی۔

الحادی عشر: تظافرت کلمات علماء التفسیر و الحدیث والفقة،واللغة وغیرها علی المیز بین الضأن والمعز بالصوف والشعر ،قال الامام محی السنة البغوی فی معالم التنزیل الضأن النعاج وهی ذوات الصوف من الغنم،والمعز ذوات الشعر من الغنم[66] اهمختصرا ،وقال الامام الرازی فی تفسیر الکبیر الضأن ذوات الصوف من الغنم ،والمعز ذوات الشعر من الغنم[67] اه ملخصا وفی المصباح المنیر وحیوة الحیوان وغیرهما الضأن ذوات الصوف من الغنم[68] اه،و

فرمان سے ہوتی ہے کہ "لغۃً زنا سے پیدا ہونے والی لڑکی کو بنت ہی کہا جاتا ہے اس لئے قرآن کے فرمان وبناتکم میں یہ بھی داخل ہوگی،اور زانی کا نکاح ایسی لڑکی سے حرام ہوگا"۔(امام ابن ہمام،بحر،شامی)

تنبیہ یازدہم تفسیر بالاعم کی حقیقت: یہ امر بھی قابل غور ہے کہ علماء تفسیر وحدیث اور فقہ ولغت کی بڑی تعداد نے ضان اور معز کی تفریق میں صوف اور بال کا لفظ استعمال فرمایا ہے تو تفسیر بالاعم وغیرہ کی تاویل ان کے کلام میں نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان قلیل التعداد علماء کے کلام میں جو ایک لفظ خاص "ذات الیة" (چکتی والی) سے تعبیر کرتے ہیں،حوالے:

o بغوی معالم التنزیل "ضان ونعجہ،نر ومادہ اون والی بکری کو کہتے ہیں اور بال والی کو معز"۔

o امام رازی تفسیر کبیر: "اون والی بکری ضان ہے اور بال والی معز"۔

o مصباح المنیر وحیٰوۃ الحیوان "بکری کی اون

[65] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۱۸
[66] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۶/ ۱۴۳ مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۹۲
[67] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۶/ ۱۴۳ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۱۳/ ۲۱۶
[68] المصباح المنیر الضاد مع الاواو الضأن مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۲

عربی	اردو
فی شرح النقایة،ثم الطحطاوی،و ردالمحتار الضان ماکان من ذوات صوف والمعز من ذوات الشعر[69]۔وبه فرق بینهما فی البحرالرائق وغنیة ذوی الاحکام، وفتح الله المعین جمیعا عن معراج الدرایة،والیه یشیر حدیث الامام احمد،وابن ماجة، والحاکم، و قال صحیح الاسناد عن زیدبن ارقم رضی الله تعالٰی عنه قال قال اصحاب رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم یارسول الله ماهذا الاضاحی،قال سنة ابیکم ابراهیم علیه الصلٰوة والسلام ،قالوا فما فیها یارسول الله،قال بکل شعرة حسنة،قالوا فالصوف یا رسول الله قال بکل شعرة من الصوف حسنة[70]،	والی قسم ضان کہلاتی ہے"۔ طحطاوی شرح نقایہ ردالمحتار: "ضان اون والی اور معز بال والی"۔ o بحرالرائق،غنیہ ذوی الاحکام فتح اللہ المعین عن معراج الدرایۃ(ایضا) o حدیث امام احمد ابن حنبل:ابن ماجہ کا ارشارہ یہی ہے: "زید بن ارقم کہتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت۔ پوچھا: ہم کو کیا ملے گا؟ فرمایا:اس کے ہر بال کے برابر نیکی۔ لوگوں نے عرض کیا:اون کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایااس کے بھی ہر بال کے برابر نیکی ملے گی"۔
قال فی المرقات لما کان الشعر،کنایة عن المعز، کنواعن الضان بالصوف[71]الخ،والیه مال النصوص التسعة المذکورة فی التنبیه السابع،عن العنایة و الجمع،والمرقاة،وشرح الکنز،وذخیرة العقبٰی و القاموس والصراح،ومختار الصحاح،	o مرقات میں ہے: "حدیث شریف میں بال سے اشارہ بکری کی طرف تھا۔تو لوگوں نے صوف کہہ کر ضان کے بارے میں پوچھ لیا" ساتویں تنبیہ میں عنایہ، مجمع، مرقات، شرح کنز، ذخیرہ عقبٰی، قاموس، صراح، مختار الصحاح،

[69] جامع الرموز کتاب الزکوٰۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۳۰۶،ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الغنم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۹

[70] مسند احمد بن حنبل حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۶۸،سنن ابن ماجہ ابواب الاضاحی ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۳

[71] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلٰوۃ باب فی الاضحیۃ المکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۵۷۸

وغیاثك الذی استغثت به من تفسیر الضان بما یخالف المعز وبالعکس اذلو کان الفصل بینهما بشیئ اخص من الصوف لم یکن کل مالیس بضان معز اولا بالعکس بقاء مادة تفارق الصوف من ذٰلك الاخص خارجا منهما جمیعا عدم الضاینة لعدم الاخص وعدم المعزیة لوجود الصوف، فهذہ احد واعشرون نصوصا، سبعة اضعاف ما جئت به کلها قاضیة بهذہ التفسیر، ولعل ماترکناہ اکثر مما سردنا وقد اعترف الرجل وان لم یعرف فسیقضی العیان ان هذا الحیوان من ذوات الصوف فهو من خصوص الضان فضلا عن عموم الغنم اوالانعام و التعریف بالاعم وان جاز عند الاوائل فلیس بجید بالاجماع۔

غیاث اللغات کی عبارتوں کا مفاد بھی یہی ہے۔ کیونکہ ضان اور معز کے علاوہ کوئی اور نوع ہوتی جس کی وجہ امتیاز چکتی ہو تو ضان اور معز میں جنس غنم کا انحصار باطل ہوا جاتا ہے۔
یہ ۲۱ نصوص ہیں اور جو مذکور نہ ہوئے اس سے بہت زیادہ ہیں، سب اس بات کا فیصلہ کررہے ہیں کہ ضان اور معز میں فرق اون سے ہے چکتی سے نہیں، اس طرح مجیب نے لاعلمی میں ہی سہی، یہ اعتراف کرلیا کہ بھیڑ ضائن میں شامل ہے آگے علی الاعلان اعتراف کرنا پڑے گا، عام سے تفسیر ماننے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ متقدمین نے اسے صرف مباح مانا ہے۔ ایسی تعریف عمدہ نہیں ہے۔

قال المولی المحقق السید الشریف قدس سرہ الشریف فی شرح المواقف، اعلم ان اشتراط المساواة فی الصدق مما ذهب الیه المتاخرون، واما المتقدمون فقالوا الرسم منه تام یمیز عن کل مایغایر منه وناقص یمیز عن بعض، وصرحوا بان المساواة شرط لجودة الرسم کیلا یتناول مالیس من المرسوم ولا یخلو عما هو منه [72] اھ مختصرا، وقال العلامة حسن چلپی فی حاشیة التلویح لاخلاف فی اشتراط المساوات الجودة التعریف [73]۔اھ

میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواقف میں فرمایا: "متاخرین نے تعریف میں مساوات کی شرط لگائی اور متقدمین نے کہا کہ جو تمام مشارکات سے تمیز دے دے وہ رسم تام ہے۔ اور جو بعض سے ممتاز کرے رسم ناقص ہے۔ اور تعریف تبھی عمدہ ہے کہ مساوی سے ہو کہ امتیاز کامل حاصل ہو" اور حسن چلپی نے بھی حاشیہ تلویح میں فرمایا: تعریف کی عمدگی کے لئے مساوات شرط ضروری ہے"

---

[72] شرح المواقف المرصدا السادس المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۵، ۴

[73] حاشیه التلویح مع التوضیح والتویح المطبعة الخیریة مصر ۱/ ٦٧

فحمل کلامهم علی مالیس بجید لیس بجید۔ **الثانی عشر**[۳]:لو فرضنا التساوی فی الجودة فلا یرتاب من له عقل ورزق سلیقة مافی فهم الکلام ،ان الظاهر المتبادر من التعریف انما هو التساوی ولا یجوز العدول عن الظاهر الا بدلیل،الا تری ان العلامة المحقق سعد الدین التفتازانی رحمه الله تعالٰی صرح فی حاشیة الکشاف کما نقله حسن چلپی فی حواشی التلویح،ان قول الفائق الحمد هو المدح صریح فی الترادف [74] اھ مع انه لو القائل فی التلویح ان کتب اللغة مشحونة بتفسیر الالفاظ بماهوا عم من مفهوما تهما [75]الخ،فلم یمنعه تصریحه هذا عن جعله تفسیر الفائق الحمدبالمدح صریحا فی الترادف،وهل هو الا ؛لان الظاهر هو التساوی مالم یدل علی خلافه دلیل،وبه یجاب عن بحث چلپی، و هکذا قال المولی السید الشریف(رحمة الله تعالٰی) فی شرح الکشساف،قوله الحمد والمدح	تو یہ علماء جس بات کو غیر عمدہ بتادیں،ان کے کلام کو اسی پر حمل کرنا کوئی عمدہ بات نہیں ہے۔ **تنبیہ دوازدہم تشریح مزید:** ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ عام اور مساوی دونوں کے ساتھ تعریف ہم پلہ ہی ہے۔پھر بھی سخن فہم خوب جانتے ہیں کہ لفظ تعریف سے ذہن کی سبقت تساوی کی طرف ہی ہوتی ہے اور بغیر کسی قرینہ کے متبادر کو چھوڑ کر اعم مراد لینا خلاف نقل و عقل ہے۔ امام تفتازانی نے حاشیہ توضیح میں تصریح فرمائی کہ کتب لغت میں عام کے ساتھ تفسیر عام ہے۔" اس کے باوجود "فائق"کے قول"الحمد ھو المدح" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: "اس کا مطلب یہ ہے کہ حمد اورت مدح دومرادف لفظ ہیں۔" (شرح حاشیہ کشاف بحوالہ چلپی) اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہوا کہ احتمال اعم ہونے کے باوجود انھوں نے ظاہر متبادر و مساوی پر کلام "فائق" کو محمول کیا۔ ٹھیک اسی طرح میر سید شریف نے بھی یہ اقرار کرتے ہوئے کہ تعریف اعم بھی جائز ہے۔شرح کشاف میں "المدح والحمد"

[74] حاشیة التلویح مع التوضیح والتلویح بحواله شرح الکشاف المطعة الخیریة مصر ۱/ ۶۷

[75] حاشیة التلویح مع التوضیح والتلویح بحواله شرح الکشاف المطعة الخیریة مصر ۱/ ۶۷و۶۸

اخوان[76] ای هما مترادفان ویدل علی ذٰلك انه قال فی الفائق والحمد هو المدح والوصف بالجمیل الخ فقد استدل بتفسیر اللغة علی الترادف مع انه مصوب لجواز التفسیر بالاعم کما سیأتی وبالجملة فجواز شیئ شیئ وجواز الحمل علیه شیئ اٰخر، فقد یجوز شیئ فی نفسه ولا یجوز حمل الکلام علیه لکونه خلاف الظاهر فلا عدول عنه الابدلیل زاهر۔	اخوان فرمایا،اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کا محتمل اور جائز ہونا اور بات ہے۔اور اس کا محمول اور مراد ہونا اور بات ہے۔ پس ثابت ہوا کہ متبادر سے پھرنے اور محتمل پر کلام حمل کرنے کے لئے واضح قرینہ ضروری ہے۔
الثالث عشر[۱۳]: الحق عندی ان التفسیر بالاعم انما یجوز ان جاز حیث وضح المفاد وقامت القرینة علی المراد، والا فلا قطعا لعرق التغلیط، لما فیه ح من التلبیس والتخلیط، وطریقة اهل اللغة معروفة انهم اذا نکروا عرفوا واذا عرفوا نکروا فاذا قیل اُحد جبل وسعدانة نبت، لویفهم منه الا انه جبل معین ونبت مخصوص، ولئن قال ان اُحدا الجبل وسعدانة النبت لکان مخطئا قطعا، وان کان لم یرتکب الا تفسیرا بالاعم کیف وانه افهم ان احدا یرادف الجبل والسعدانة النبت وهذا ان کان خفیا علی غبی، فلیس یخفی علی ذکی و اذا کان هذا فی اللغة، فما ظنك بالشرعیات	**تنبیہ سیز دہم توضیح مزید**: اور جو سچ پوچھو تو ہمارے نزدیک اعم سے تفسیر اسی وقت جائز ہے جبکہ اس سے مراد خاص ہو۔ مثلا اہل لغت کا یہ دستور ہے کہ نکرہ بول کو معرفہ اور معرفہ بول کو نکرہ مراد لیتے ہیں۔اب انھوں نے کہا "اُحُدٌ جبل" و "سَعْدَ اَنَةٌ نبت" تو اس کا ترجمہ ہوا "احد ایک خاص پہاڑ ہے، اور "سعدانہ ایک خاص گھاس ہے" تو یہاں تعریف احد میں ایک عام لفظ جبل بول کر بھی مراد خاص پہاڑ ہو،اور محاورہ نکرہ بول کر معرفہ مراد لیا ہو،اس موقع پر کوئی جبل کے بجائے الجبل بولے تو خلاف محاورہ اور غلط ہوگا، حالانکہ اس بیچارے نے معرفہ کی تعریف میں لفظ معرفہ ہی استعمال کیا ہے، لیکن اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھے گا

[76] حاشیہ علی الکشاف للجرجانی مع الکشاف سورۃ الفاتحۃ الکتاب انتشارات آفتاب تہران ایران ۱/ ۴۶

حیث المحل لبیان الاحکام الالھیۃ الخاصۃ بالشیئ، فان التفیسر بالاعم ثم من ابین الاباطیل من دون اقامۃ قرینۃ وایتاء دلیل، الاتری ان من علیہ کفارۃ صوم اذ سأل ما تحریر رقبۃ، فزعم زاعم انہ رفع قید عن شیئ حی، فقد اخطأ وجعل سائلہ عرضۃ للخطأ فانہ ان قنع بقولہ فسیظن انہ یجزئ عنہ اطلاق انسان، اوطلاق نسوان، اوتسبیب حیوان و لذا تری العلماء المحققین من الفقہاء والمحدثین لم یزالوا یواخذون بترك القیود وبانثلام فی عکس، اوانخرام فی طرد یاخذون علی الحدود، ولقد احسن واجاد المولی المحقق محمد بن عبداللہ الغزی فی منح الغفار کما اثر عنہ فی ردالمحتار اذ یقول فی بیان شناعۃ الاطلاق فی محل التقیید، ما نصہ

کہ اُحد اور الجبل میں ترادف ہے۔ تو سر اس میں یہی ہے کہ تعبیر اول میں محاورہ عام سے مراد خاص ہے اور ثانی میں خاص سے مراد عام ہے۔ اور محاورے کا یہ فرق ہر صاحب فہم پر واضح ہے۔ تو جب لغت کا یہ حال ہے کہ بولیں عام اور مراد لیں خاص، تو شریعت غرا جس میں خاص شیئ کے احکام مخصوصہ کا بیان ہوتا ہے۔ عام بول کر عام ہی کس طرح مراد لیں گے؟ یہاں بغیر قرینہ کے تفسیر بالاعم غلط اور باطل ہوگی، دلیل تنویری: روزہ کا کفارہ قرآن مجید میں ایک گردن آزاد کرنا آیا ہے۔ اگر اب کوئی شخص لفظ تحریر رقبۃ کے معنیٰ عام (زندہ کی قید دور کرنا) مراد لے تو غلط ہوگا کیونکہ ترجمہ کی بنیاد پر بندھے آدمی کو کھولنا، عورت کو طلاق دینا، اور جانور کو چھوڑ دینا، سبھی مراد ہو سکتے ہیں، تو لازم آئے گا کہ یہ سب چیزیں روزہ کا کفارہ بنیں۔ یہیں سے علمائے محققین فقہاء و محدثین کے اس طرز عمل کی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ وہ عام طور سے تعریفات میں قیود احترازی اور جمعیت و منعیت کا لحاظ کیوں کرتے حالانکہ وہ عام طور سے تعریفات میں قیود احترازی اور جمعیت و منعیت کا لحاظ کیوں نہیں کرتے، حالانکہ جو کچھ بیان کرتے ہیں اس کی مراد ایک جامع مانع محدود ہی ہوتا ہے ___ علامہ غزی تمر تاشی سے "شامی" نے نقل کیا کہ: حضرت علامہ نے الفاظ عامہ کو محل تقیید میں بھی عام مراد لینے والوں کے خلاف فرمایا:

فیظن من یقف علی مسائله الاطلاق،فیجری الحکم علی اطلاقه وهو مقید،فیرتکب الخطأ فی کثیر من الاحکام فی الافتاء والقضاء،[77] اھ مثلا فی ما نحن فیه ان کان تفسیر الضأن بذات الصوف،وبخلاف المعز وبمیش کل ذٰلك تفیسر بالاعم،فمن وقف علی کلماتهم المتظافرة المتکاثرة المتوافرة فی ذٰلک، فربما یجترح فی تضحیة بذات صوف لیست من الضأن فیأثم بترك الواجب والاصرار علیه سنین متطاولة کما هو حال عامة المسلمین بالدیار الهندیة عالمهم وجاهلهم عند هذا الرجل قدحکم علیهم بالضلال والاضلال فما اضلهم ان ضلوا الا الی هذه التفاسیر بالاعم،وان کان رجل علق ابانة عرسه بالتضحیة،فضحی بهذا یحکم الواقف علی کلماتهم بوقوع البینونة،وهی لم تبن،فیحرم الحلال او بعدمها ففعل ذٰلك یحکم بعدم الوقوع،وهی قد بانت فیحلل الحرام الی غیر ذٰلك الشنائع العظام، ما هجمت تلك الامن تلقاء ذٰلك التفسیر بالعام، فکیف یسوغ ان یحمل کلامهم علی مثل هذا	"جو مقام تقیید میں لفظ کے اطلاق کا سہارا لے کر احکام عامہ جاری کرے گا وہ بیشمار احکام کے فیصلہ میں قضاء اور افتاء غلطی کرے گا۔" مثلاً ہم مسئلہ دائرہ میں ہی لے لیں،ضان کہ جنتی تفسیریں ہیں،جیسے اون والی،جو معزنہ ہو،اور میش یہ سب تعریفیں کے الفاظ بالاعم ہیں،اب کوئی اون والی تعریف کے الفاظ پر غور کرکے بھیڑ ذبح کردے،تواس نے بقول مجیب غلط نہیں کیا، الابرھان واین البرھان ھاتوابرھانکم ان کنتم صدقین۔ مگر آپ پڑھ آئے ہیں کہ انھوں نے ایسے تمام لوگوں کو جاہل اور جاہل گر بنایا،یا مثلاً کسی نے اپنی عورت کے طلاق کو قربانی کرنے پر معلق کیا،اور بھیڑ کی قربانی کردی،تو ایک ایسا شخص جو کلمات علماء کے مفہوم و مراد کو سمجھتا ہے۔بھیڑ کی قربانی کو قربانی قرار دے کر طلاق بائن واقع مانے گا،جبکہ مجیب صاحب عام کو عام رکھتے ہوئے بھی اس کو قربانی کے جانور سے نکال کر طلاق نہ واقع ہونے کا فتوی دیں گے،اب ان دونوں باتوں میں حقیقت امر سے قطع نظر جس کو پہلے صاحب حرام کہہ رہے ہیں،دوسرے صاحب حلال ہونے کا فتوی دے رہے ہیں،تو یہ سارے قبائح اسی تفیسر بالاعم کاشاخسانہ ہیں،تو یہ معلوم ہوا کہ یہ قول ہی غلط ہے

[77] ردالمحتار کتاب الجهاد فصل فی کیفیة القسمة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۳۵

الا ببرھان و این البرھان ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین۔ **الرابع عشر**[1]:مسألة التحدید ان کانت تؤخذ من جھة التقلید،کما یدل علیه الاستناد بالاھوری، فاجلة ائمة الدین وجھابذة النقاد المحققین مثل الامام فخر الدین الرازی فی شرح الاشارات، والامام صدر الشریعة فی التنقیح،والعلامة القاضی عضد الدین فی المواقف، والقاضی النحریر ناصر الدین البیضاوی فی طوالع الانوار،والعلامة سعد الدین التفتازانی فی التھذیب، والفاضل قطب الدین الرازی فی شرح الشمسیة، و المحقق شمس الدین محمد بن حمزة الفناری فی فصول البدائع فی اصول الشرائع وغیرھم من الاکابر المصرحین بان المعرف لا بدله من التساوی،فلا یجوز التعریف بالاعم ،ولا بالاخص،احق بالاتباع وان شئت نقلت لك نصوصھم ،ولا یخفی علیك ان المسألة شھیرة دائرة،وفی کتب الکلام و الاصول والمیزان سائرة، فالاستاذ الی اللاھوری کیفما کان من ابعاد النجعة لاسیما و کتابه فی النحو ،ولیست المسألة من مسائل ذا النحو۔	**تنبیہ چہاردہم حد کے تقلیدی ہونے کی بحث:** تعریف کا مسئلہ اجتہادی نہیں تقلیدی ہے۔ مطلب یہ کہ عام سے اگر تعریف جائز ہے تو بزور قیاس اس کور دور نہیں کر سکتے جیسا کہ مجیب نے اس مسئلہ میں فاضل لاہوری کی سند پکڑی ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مسئلہ تقلیدی ہے لیکن یہ بھی تو دیکھنا ہوگا کہ تقلیدی کن لوگوں کی کی جائے' اور جن کی تقلید کرتا ہے وہ کیا کہتے ہیں۔ تو امام رازی شرح اشارات میں صدرا لشریعہ تنقیح میں، قاضی عضدالدین مواقف میں، قاضی بیضاوی طوالع الانوار میں، تفتازانی تہذیب میں، قطب رازی شرح شمسیہ میں امام فناری اصول بدائع میں، وغیرہ اکابر علمائے اعلام تصریح فرماتے ہیں کہ تعریف کے لئے تساوی ضروری ہے۔ نہ تو معرف عام تعریف میں چلے نہ خاص، تو ان علماء کی بات مانی جائے گی کہ فاضل لاہوری کی، جبکہ ان کی کتاب فخن نحو کی کتاب ہے، اور یہ مسئلہ علم نحو کا نہیں۔

والخامس عشر[۱۵]:الاوائل ان جوزوا التعریف بالاعم وھو الاقرب حیث لابُعد، کما قدمت فقد جوزوا التعریف بالاخص ایضاً، والدلیل الدلیل فان عندھم لیس من شریطۃ التفسیر الا التمییز عن بعض ما یغایر، وھو حاصل فی الکل بل قد یمکن ان یحصل بالمباین فالقصر قصور، بل لك ان تقول ان من قبل الاعم فھو الاخص اقبل، لانہ یمیز المعرف عن کل ماعداہ، کما ھو ظاھر وقد نص علیہ الحسن چلپی فی حواشی المواقف وغیرہ فی غیرھا، قال المحقق الشریف فی شرحھا اما المتقدمون فقد جوزوا الرسم بالاعم و الاخص، وایدبان المعرف لا بد ان یفید التمیز عن بعض الاغیار، واما عن جمیعھا فلیس شرطا لہ، فالمساواۃ شرط للمعرف التام دون غیرہ، حدا کان او رسما[78] اھ وکذلك ایدہ ایضاً فی حواشیہ علی شرح المطالع کما نقلہ چلپی فیھا، وقال قدس سرہ فی حواشیہ علی شرح الشمسیۃ الصواب ان المعتبر فی المعرف تمییزہ عن بعض ماعداہ، اما عن الکل فلا فالاعم والاخص یصلحان للتعریف[79] اھ.

تنبیہ پانزدہم متقدمین کا مسلک: مقدمین نے جس طرح اعم سے تعریف جائز رکھی (اور اس میں کوئی بعد بھی نہیں، جیسا کہ ہم نے بھی بیان کیا) انھوں نے اخص سے بھی تعریف کو جائز رکھا اور مبائن سے بھی امتیاز ہوجائے تو اس سے بھی تعریف جائز ہوگی، کیونکہ ان کے یہاں جمیع ماعدا سے امتیاز ضروری نہیں، بعض مشترکات سے بھی تمیز حاصل ہوجائے تو تعریف جائز ہے۔ پس لفظ عام کی ہی کوئی خصوصیت نہیں رہی اخص بلکہ مبائن سے بھی تعریف جائز ہوئی۔ بلکہ اخص تو جمیع ماعدا سے ممتاز بھی کردیتا ہے۔ البتہ کچھ فرد کو اپنے سے بھی خارج کردیتا ہے۔

شہادتیں:o متقدمین نے اعم اور اخص دونوں سے تعریف جائز رکھی۔

دلیل یہ دی کہ تمامشترکات سے تمیز دینا مقصود نہیں، بعض اغیار سے تمیز مقصود ہوتی ہے۔ البتہ معرف تام کے لئے مساوی ہونا ضروری ہے۔ اور یہ بات حد و رسم کے لئے عام ہے۔

(حاشیہ شرح موافق میر سید شریف و شرح مطالع حسن چلپی)

o معرف میں بعض ماعدا سے امتیاز مطلوب ہوتا ہے تمام ما عدا سے نہیں، تو خاص اور عام دونوں تعریف کی صلاحیت رکھتے ہیں (شرح شمسیہ میر سید شریف)

[78] شرح المواقف المرصد السادس المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۶،۵

[79] لوامع الاسرار حاشیۃ علی شرح مطالع الانوار

وکذلك صححه المولی العلامة بحرالعلوم قدس سرہ فی شرح السلم .فقال المتقدمون قالو ان کان الغرض الامتیاز عن کل ماعداہ.فلا یجوز الاالمساوی والاخص.ان لم یکن الاعم ذاتیا لہ۔وان کان الغرض الامتیاز عن بعض الاغیار، فیجوز بالاعم والاخص والمساوی ،واما المباین فان کان یورث الامتیاز فلا حجر فی التعریف بہ لکنہ نادر جدا ،ووجہ حقیة ھذا المذھب ظاھر .فان الحاجة الی جمیع الاقسام المذکورة ثابتة.فاسقاط البعض عن درجة الاعتبار غیر لائق [80] اھ الکل مختصر واذا جاز الامران.فمن این لك ان اطباق المترجمین قاطبة. علی التفسیر بمیش،وتفسیر اکابر العلماء من الفقھاء والمفسرین والمحدثین،واللغویین بذات الصوف، اوبخلاف المعز.وھوالخارج من جادة الجودة. دون تفسیر البعض لصاحبة الالیة.وما یدریك لعل الثلثة الاول ھی التفسیر بالمساوی.وھذا تفیسیر بالاخص و لم تکن بیدیك علقة شبھة تدعوك الی ما ادعیت الا الاغترار بھذا الفظ فحسب.وقد شرد عنك وبردلنا ما قدمناونذکر بعد وللہ الحمد من قبل ومن بعد۔

متقدمین کہا کہ کل ماعدا سے امتیاز مطلوب ہو تو مساوی یا اخص کے سوا جبکہ عام اس کا ذاتی نہ ہو، کسی سے بھی تعریف جائز نہیں، اور اگر غرض بعض ماعدا سے امتیاز ہو تو اعم و اخص اور مساوی سبھی سے جائز ہے۔اور مبائن سے امتیاز ہوسکے، تو اس سے بھی تعریف جائز ہے لیکن ایک نادر الوجود بات ہے اور اس مذہب کی حقانیت ظاہر ہے کیونکہ وقت وقت سے ضرورت سارے ہی اقسام کی پڑی ہے۔ تو بعض کو ترجیح دینا اور بعض کو ترک کرنا غلط ہے (شرح سلم بحر العلوم)

تو ثابت ہوا کہ عام کی کوئی تخصیص نہیں خاص و عام دونوں ہی سے تعریف ہوسکتی ہے پس آپ کو یہ حق کب پہنچتا ہے کہ علمائے محققین مفسرین و محدثین کی ان تینوں تعریفوں کی (میش، اون دار، خلاف ماعز) تو آپ ساقط الاعتبار گردانیں اور بعض حضرات نے "صاحب الیہ" تفسیر کردی تو وہ قابل اعتبار ہو گئی، کیا ایسا ممکن نہیں کہ وہ تینوں تعریفیں مساوی کے ساتھ ہوں، اور چلتی والی تعریف بالاخص ہو، ہمارے اس نظریئے کے خلاف خوش اعتماد کے سوا اور کوئی دلیل نہیں، تو مسئلہ بالکلیہ ہمارے موافق ہو گیا۔

[80] شرح السلم لبحر العلوم فصل المعرف الشیئ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص۱۱۸

السادس عشر[۱۶]: استشهادك بمن التبيعضية ان تمشیئ، ففی عبارة شرح النقاية دون سائر عبارات التی نقلنا بعضها، ثم لاحجة لك فيها ايضا فان ما فی قوله ما كان من ذوات الصوف[81] للاستغراق والغردية تاتی بالبعضية فمن فی محلها قطعا من دون دلالة على عموم الحد، والمعنی ان الضان اسم كل فد من ذوات الصوف، كان تقول على ما اشتهر باقتفاء اٰثار الفلاسفة المبطلة ان الانسان اسم كل من كان من اهل النطق، افيفهم منهم ان الناطق يعم الانسان وغيره وانظر الی عبارة نفسك حيث نزلت عن ادعاء التفسير بالاعم و اتيت على تعبير المساوات بين الضان و ذات الصوف على قول مخالفک، فقلت لو قبل ان غرضهم من تفسير الضان بميش ان الضان ما كان من ذوات الصوف سواء كان له الية اولا، كما ان ميش كذٰلك الخ فاين ذهب عنك ههنا من التبعيضية۔	تنبیہ شانزدہم تعریف میں من تبعیضیہ کی تحقیق: صرف شرح نقایہ کی عبارت میں لفظ من آیا ہے، ماکان من ذوات الصوف (جو اون دار میں سے ہو) اس کو بعض کے معنی میں لے کر یہ سہارا پکڑنا کہ یہاں مراد تمام صوف والے نہیں بلکہ بعض صوف والے ہیں (یعنی دنبہ) غلط ہے، کیونکہ اس سے قبل ما کان ہے۔ جو استغراق کے لے ہے، تو یہاں مِنْ جو تبعیض کے لئے آتی ہے کلی کے افراد پر فرد افرد ادلالت کے لئے ہے۔ اور معنٰی یہ ہے کہ ضان نام ہے اون والے جانور میں سے ہر ہر فرد کا، تو من کی تبعیض بھی سلامت رہی اور ماکا استغراق بھی۔ یہ ایسے ہی ہے کہ فلاسفہ نے انسان کی اوندھی سیدھی جو تعریف کی ہے: الانسان حیوانٌ ناطقٌ۔ اس کی تعبیر کوئی یوں کرے: الانسان اسم لكل ماكان من اهل النطق (انسان ہر اس کا نام ہے جو نطق والوں میں سے ہو) تو کیا اس مثال میں کوئی یہ گمان کرسکتاہے کہ ناطق انسان سے اعم ہے۔

مجیب اگر خود اپنی عبارت پر غور کرے تو اپنے اس غلط استشہاد سے رجوع کرے کیونکہ جب اس پر یہ اعتراض ہوا کہ علماء نے فارسی میں ضان کو میش کہا، اور یہی چیز اردو میں بھیڑ کہی جاتی ہے لہٰذا بھیڑ ضائن میں داخل ہوئی، تو اس نے کہا اس تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ "ماکان من ذوات الصوف

[81] جامع الرموز کتاب الزکوٰۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۳۰۶

میش سواء کان لہ الیۃ اولا" (جو اون والی ہے میش ہے۔اس کے چکتی ہو یا نہ ہو)

دیکھئے یہاں بھی من تبعیضہ ہے، لیکن مجیب نے اس چکتی دار اور غیر چکتی دار دونوں میں عام مانا، یہاں منْ تبعیضہ کا سہارا لے کر صوف دار کو ضان سے عام نہیں مانا۔

پس معلوم ہوا کہ ان تعفریفوں میں مِنْ کا سہارا لینا بھی غلط ہے۔

السابع عشر[١٧]: استنادك بعموم حد المعز لایغنی عنك شیئا فان عموم قرین لایدل علی عموم صاحبه،وقد نص العلماء علی ان الاستدلال بالقران فی الذکر من افسدالدلائل،وایضا لیس اسلوب الکلام فیه کمثله فی الضان لعدم ما الافرادیة هنا وکان هذه هی نکتۃالتغییر ان کان القهستانی لا یخص الشعر بالمعز،علی انا رأینا العلماء یخصون، قال العلامة علی القاری فی المرقاۃ تحت حدیث زید ؓ المذکور رضی الله تعالٰی عنه ان الشعر مختص بالمعز، کما ان الوبر مختص بالابل،قال تعالٰی "وَ مِنْ اَصْوَافِهَاوَ اَوْبَارِهَاوَ اَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًاوَّ مَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ۝" ولکن قد یتوسع بالشعر فیعم[82] اھ،وسیأتیك من کلام المفسرین مایمیل الیه میلا ظاهرا،مع ان الکلام ههنا فی الغنم فغیره خارج عن المقسم،فلم یکن فی شیئ	**تنبیہ ہفد ہم قرآن فی اللفظ کی بحث:** (علماء نے ضان کی تعریف میں ماکان من ذوات الصوف کہا(جس کے اون ہو)اور معز کی تعریف میں ماکان ذوات الشعر (جو بال والا ہو) کہا:اسے ان لوگوں کی تائید ہوتی تھی جو بھیڑ کو ضان میں داخل مانتے ہیں کہ علماء نے ضانیت کا مدار اون پر رکھا چکتی پر نہیں)۔ اس کا جواب مجیب نے یہ دیا تھا کہ یہ توجب ہو جب ہم یہ تسلم کرلیں کہ "مَالَہ صُوْف" کالفظ ضان کے مساوی ہے۔حالانکہ یہ لفظ یہاں بھی ضان سے اعم ہے۔دلیل یہ ہے کہ اسی کے ساتھ مالہ شعر کہہ کے بکری کی تعریف کی گئی ہے۔تو اگر اس تعریف میں بھی مدار بال پر رکھا جائے تو گائے اور بھینس بھی جو بالدار ہیں، بکری بھی شامل ہو جاتے ہیں،اس لئے حقیقت یہی ہے کہ اس مقام پر علماء نے ضان اور معز دوونوں ہی کی تعریفیں لفظ عام سے فرمائی ہیں۔ مجیب کی یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ اس جواب کا مدار اس قاعدے پر ہے کہ "جو دو[٢] جملے لفظ میں

[82] مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۵۷۸

من التعریف بالاعم۔	ساتھ ساتھ ہوں ان دونوں کا حکم بھی ایک ہی ہوتا ہے" جبھی تو مجیب یہ کہہ رہا ہے کہ معز کی تعریف "مَالَہ شَعْر" میں شعر عام ہے۔ تو "ماله صوف" میں صوف عام ہونا چاہئے، حالانکہ یہ استدلال ہی سرے سے فاسد اور غلط ہے۔

(الف) علماء اسلام کا فیصلہ ہے کہ "**قران فی اللفظ قرانٌ فی الحکم**" لفظ میں ساتھ ہونا حکم میں ساتھ ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔اس لئے یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ "**مَالَہ شَعْر**" عام ہو تو "**مَالَہ صَوْف**" بھی عام ہو۔

(ب) شاید اسی لئے قہستانی نے ضان کی تعریف میں "**مَاکَانَ مِنْ ذَوَاتِ الصُّوْفِ**" لفظ ماکان کے ساتھ، اور معز کی تعریف میں صرف "**من ذوات الصوف**" لفظ ماکان کے بغیر کہا، یعنی یہ اسلوب بدلنا اسی لئے ہوا کہ ایک جگہ عام اور ایک جگہ مساوی مراد ہو۔

(ج) معز کی تعریف میں لفظ شعر، معز کے مساوی ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ عام ہے۔ملا علی قاری وغیرہ علماء کے نزدیک بکری کے بال کو ہی شرع کہا جاتا ہے، اس لئے بھینس اور گائے کے شمول کا کوئی سوال نہیں۔

"بیشک بال بکری کے ساتھ خاص ہے، جیسا وبر اونٹ کے ساتھ خاص ہے۔اللّٰہ تعالٰی نے قرآن عظیم میں "**مِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا**[83]" فرمایا کہ صوف ضان کے لئے، وبر اونٹ کے لئے، اور شعر بکری کے لئے، البتہ محاورہ میں مجازاً دوسرے بال کے لئے بھی شعر کا اطلاق ہو جاتا ہے"۔ (ملا علی قاری مرقات زید حدیث زید)

(د) گائے، بیل اور بھینس سے اعتراض بیکار ہے کہ وہ یہاں مقسم میں شامل ہی نہیں، کلام تو غنم میں ہے کہ غنم کی دو قسمیں ہیں مالہ صوف ومالہ شعر، تو لفظ مساوی مان کر بھی حصہ کامل ہو گیا۔

الثامن عشر[١٨]:کلا بل لا مساغ ھٰھنا لادعاء العموم، فان العلماء صرحوا ان الصوف مختص بالضان، قال العلامۃ کمال الدین الدمیری	**تنبیہ ہیزدہم لفظ ضان اور صوف کی تحقیق:** ضان کی تعریف مَالَہ صَوْفٌ میں لفظ صوف ضان سے اعم ہو ہی نہیں سکتا اور یہ کہنے کی گنجائش ہی نہیں کہ تعریف بالاعم ہے۔

[83] مرقات المفاتیح کتاب الصلٰوۃ باب الاضحیۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۵۷۸

فی حیوۃ الحیوان لیس الصوف الاللضأن [84] اھ وقال الامام الرازی فی مفاتیح الغیب تحت الاٰیۃ المتلوۃ اٰنفا قال المفسرون واھل اللغۃ الاصواف للضأن، والاوبار للابل۔والاشعار للمعز [85]اھ.

وقال القاضی فی انوار التنزیل الصوف للضائنۃ، و الوبر للابل والشعر للمعز [86] اھ قال العلامۃ المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل الضمائر للانعام علی وجہ التنویع ای وجعل لکم من اصواف الضأن والاوبار الابل،واشعار المعز اثاثا [87]الخ وقال محی السنۃ فی المعالم یعنی اصواف الضأن،واوبار الابل،واشعار المعز [88] اھ،فلو وجد الصوف لشیئ من الانعام سوی الضأن،والکنایۃ الالھیۃ انما ھی للانعام ،ما ساغ لھم الحکم علی کلام اللہ عزوجل بخصوص العنایۃ مع عموم الکنایۃ،وقد اسمعناك کلام المرقاۃ مفرقا

کیونکہ علماء نے تصریح کی ہے کہ صوف ضان کے بال ہی کو کہتے ہیں،

o صوف صرف ضان کے بال کو کہتے ہیں(حیوۃ الحیوان دمیری)

o اہل تفسیر ولغت فرماتے ہیں کہ صوف ضان کا بال،وبر اونٹ کا بال اور شعر معز کے بال کے لئے خاص ہے۔(مفاتیح الغیب للرازی)

o صوف ضائنہ کے لئے،اور وبر اونٹ کے لئے اور شعر معز کے لئے (قاضی بیضاوی)

o ضمائر الانعام کے لئے ہیں،اور اس کے ہر نوع پر تقسیم بھی ہے یعنی تمھارے لئے ضان کے صوف اونٹ کے وَبر اور معز کے بال بنائے،(ارشاد العقل المفتی ابوالسعود)

o یعنی ضان کے صوف،اونٹ کے وبر اور معز کے بال (تفسیر خازن)

کلام الٰہی میں ان تینوں ضمیروں کا مرجع جو تینوں بالوں کے ساتھ ہیں لفظ انعام ہے تو اگر فی نفسہ انعام میں سے کسی اور جانور کا بال بھی صوف کہلاتا،تو مفسرین کو ہر گز یہ جرات نہ ہوتی

[84] حیوۃ الحیوان باب الغین المعجمۃ تحت الغنم مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۲۳
[85] مفاتیح الغیب(التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۱۶/ ۸۰ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۲۰/ ۹۲
[86] انوار التنزیل(تفیسر البیضاوی) تحت آیۃ ۱۶/ ۸۰ مصطفی البابی مصر نصف اول ص ۲۷۷
[87] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۱۶/ ۸۰ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۳۳
[88] معالم التنزیل علی ہامش(تفسیر الخازن) تحت آیۃ ۱۶/ ۸۰ مصطفی البابی مصر ۴/ ۱۰۷

فی موضعین،فاجمعۃ فانہ یدلك بفحواہ علی ان الصوف مختص بالضان،وہو المستفاد من تفاسیر اللغۃ،وبالجملۃ من عرب لسان العرب لم یعرب عنہ ان الصوف لیس الا للضان،فاما ان یعم افرادہ کما ہوا لواقع فمساو او لا فاخص وعلی کل فلا تکون ذات الصوف الامن الضان،وقد اعترفت ان حیوا ننا ہذا من ذوات الصوف فوجب ان یکون من الضان وفیہ المطلوب باتم شان۔

التاسع عشر[19]:کان من قولی فیما سلف مایدریك لعل الثلثۃ الاول ہی التفسیر بالمساوی ہذا بالاخص والاٰن اقول قابضا للعنان بعد ما ارخیت مالی ترجیت وقد قضیت،اما تفطنت بما فی السابع والحادی عشر القیت،ان لو قصرت الضانیۃ علی شیئ اخص من الصوف بطل حصر الغنم فی نوعین فوجب ان یکون التفسیر بالمساوی،والتعریف بذات الالیۃ التعریف بالاخص علی ما توھمت من معناھا و النظر حقیقۃ لم تبع مرماھا۔

العشرون[20]:ہل لك اجالۃ نظر فی کلمات الائمۃ الکرام، فانہم یتکلمون

کہ اللہ تعالٰی نے کس عام فرمایا،یہ خاص کریں صاحب مرقات کے متفرق کلام جو ہم نے دو[2] جگہ لکھا،ملاؤں تو ان کا فرمان بھی یہی ہے کہ صوف صرف ضان کے لئے ہے پس ایسی صورت میں صوف کو اگر دونوں (بھیڑ اور دنبہ) کے لئے عام مانا جائے تو مساوی کے ساتھ تعریف ہوئی ورنہ اخص کے ساتھ اعم کے ساتھ تعریف کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔

تو ثابت ہوا کہ ضان صوف والا ہے۔اور ہمارا یہ جانور بھی صوف والا ہے۔لہٰذا اب بات واضح طور پر ثابت ہوگئی کہ بھیڑ بھی ضان ہی ہے،

تنبیہ نوزدہم تعریف بالاعم اور تعریف بالاخص: میں نے پہلے کہا تھا،ہوسکتا ہے کہ ضان کی پہلی تعریف لفظ مساوی سے ہو اور "الیۃ" چکتی والی تعریف اخص کے ساتھ ہو،اب میں قطعیت کے ساتھ اسی بات کو دہراتا ہوں کیونکہ میں بتاچکا ہوں کہ اعم مانتے ہیں "غنم" کا حصر اس کی دو نوعوں میں ختم ہوجائے گا،اور بھیڑ تیسری قسم ہوجائے گی۔

تنبیہ بستم ائمہ وعلماء کے فتاوے: یہ لطیفہ بھی قابل ملاحظہ ہے دنبہ جس کے چکتی ہوتی ہے اگر کسی کے خلقۃ

فیما اذا خلقت شاۃ بلا الیۃ ہل تجوز التضحیۃ بھا، فمذھب امامنا الاعظم والھمام الاقدم سراج الامۃ کاشف الغمۃ امام الائمۃ ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنھم ان نعم، وھو الاصح عند الائمۃ الشافعیۃ رحمھم اللہ تعالٰی وقال محمد رحمہ اللہ تعالٰی لاتجوز التضحیۃ بشاۃ کذا وانا اسمعك اولا کلمات العلماء قال الامام الاجل فقیہ النفس فخر الدین الاوز جندی فی الخانیۃ، الشاۃ اذا لم یکن لھا اذاولا ذنب خلقۃ تجوز، قال محمد رحمہ اللہ تعالٰی لا یکون ھذا ولو کان لایجوز، وذکر فی الاصل عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ یجوز [89] اھ ثم قال وان کان لھا الیۃ صغیرۃ مثل الذنب خلقۃ جاز اما علی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی فظاھر لان عندہ لو لم یکن لھا اذن ولا الیۃ اصلا جاز، فصغیرۃ الاذنین اولی، واما علی قول محمد رحمہ اللہ تعالٰی صغیرۃ الاذنین جائزۃ، وان لم تکن لھا الیۃ والاذن خلقۃ لاتجوز [90] اھ وفی الاجناس ثم الخلاصۃ ثم الھندیۃ وعن	چکتی ہو ہی نہیں، اس کی قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟ امام اعظم ہمام اقدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایسے دنبہ کی قربانی جائز ہے" امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "یہی صحیح ہے" امام محمد بن حسن فرماتے ہیں: "ایسے کی قربانی صحیح نہیں ہے"۔ بکری کا کان اور دم پیدائشی طور پر غائب ہو تو قربانی جائز ہے یا نہیں؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔:۔" ناجائز ہے۔" امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے۔: "جائز ہے۔" (فقیہ النفس امام قاضی خان) اگر دنبہ کی چکتی دم ہی کی طرح خلقۃً چھوٹی ہو؟ "امام اعظم جب بے کان اور دم کی جائز قرار دیتے ہیں تو چھوٹے کان میں کیا رکھا ہے۔ یہ بھی جائز ہوگی" "امام محمد کے یہاں صرف صغیر الاذن کی جائز ہے، خلقی کان چکتی نہ ہو تو جائز نہیں" (قاضی خاں الامام فقیہ النفس) "اجناس میں ہے کہ اگر دنبہ کی چکتی کان کی طرح چھوٹی ہو قربانی جائز ہے۔ اور اگر مطلقاً ہو ہی نہیں تو امام کے یہاں ناجائز ہے" (اجناس، خلاصہ، عالمگیری، اخیرین میں میں نے خود دیکھا عبارت

[89] فتاوٰی قاضیخاں کتاب الاضحیۃ فصل فی العیوب نولکشور لکھنو، ۴/ ۷۴۸

[90] فتاوٰی قاضیخاں کتاب الاضحیۃ فصل فی العیوب نولکشور لکھنو، ۴/ ۷۴۹

الاخیرین، نقلت واللفظ للوسطی، فی الاجناس ان کانت للشاۃ الیۃ صغیرۃ خلقت شبہ الاذن تجوز، وان لم تکن لھا الیۃ خلقت کذٰلك قال محمد رحمہ اللہ تعالٰی لا تجوز[91] اھ وفی وجیز الامام الکردری التی لا الیۃ صغیرۃ تشبہ الذنب تجوز، وان لم تکن لھا الیۃ خلقۃ فکذٰلك وقال محمد رحمہ اللہ تعالٰی لا تجوز[92] اھ، وفی خزانۃ المفتین لا تجوز السکار وھی التی لا اذن لھا خلقۃ، کما لا ذنب لھا خلقۃ اولا الیۃ لھا خلقۃ[93] اھ فی الانوار للامام یوسف الاردبیلی الشافعی تجزئ، التی خلقت بلاضرع اوالیۃ اوقرن[94] اھ وفی حیوۃ الحیوان للکمال الدمیری الشافعی تجزئ الشاۃ التی خلقت بلا ضرع او بلا الیۃ علی الاصح[95] اھ فظھر باتفاق القولین ان الالیۃ لیست من ارکان حقیقۃ الضان بحیث ان لو عدمت لم تکن ضأنا. اما علی قول الامام الاعظم فظاھر فانہ یجیز التضحیۃ لھا وان لم تکن لھا الیۃ خلقۃ اصلا، واما علی قول محمد	خلاصہ کی ہے) "وہ دنبہ کی اس کی چکنی چھوٹی دم کے مشابہ ہو یا ہو ہی نہیں اس کی قربانی جائز ہے، امام محمد کے یہاں ناجائز ہے۔" (وجیز امام کردری) "سکار جس کے خلقۃً کان نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں، ایسے ہی جس کی دم یا چکتی نہ ہو" (خزانۃ المفتین) "جس کے خلقۃً تھن یا چکتی نہ ہو اس کی قبانی جائز ہے" (امام ابویوسف اردبیلی شافعی) "جو پیدائشی طور پر بے تھن اور چکتی کا جانور ہو صحیح یہی ہے کہ اس کی قربانی جائز ہے" (حیوۃ الحیوان دمیری) ان دونوں فتووں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چکتی ضان کی حقیقت کا جز نہیں کہ یہ نہ ہو تو جانور ضائن کے بجائے کچھ اور ہوجائے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر تو یہ امر بالکل واضح ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر بھی، کیونکہ بے چکتی شاۃ کی بات کررہا ہے اگر چکتی حقیقت کی جز ہو تو انکی عبارت "لاالیۃ لہ" کے معنی یہ ہوجائیں گے اگر بکری بکری ہی نہ ہو تو اس کی قربانی ناجائز ہے: اور ایسی ردی عبارت

[91] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الاضحیۃ الفصل الخامس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۲۱، فتاوٰی ہندیۃ کتاب الاضحیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۹۷

[92] فتاوی بزازیہ علی ہامش الفتاوی الہندیہ کتاب الاضحیہ الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۲۹۳

[93] خزانۃ المفتین کتاب الاضحیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۰۷

[94] الانوار الاعمال الابرار

[95] حیاۃ الحیوان باب الشین المعجمہ (الشاۃ) مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۹۲

رحمة الله تعالٰی فلا نه یتکلم علی شاة لاالیة لها،فلو کانت الالیة رکن حقیقتها لکان معنی قوله ان لو لم تکن الشاة شاه لم تجز الا ضحیة بها،وھذا قول غسل رذل اشبه شیئ بالهزل لایجوز صدوره عن عاقل فضلا عن امام مجتهد کامل۔فانظر الاٰن الی دندنتك این مدت عنك فی غایة ام قفار بل اجتثت من فوق الارض مالها من قرار والحمد الله علی توالی اٰلائه کقطر المطر وامواج البحار۔	تو کوئی عام عربی بھی نہیں بول سکتا،چہ جائیکہ امام للغۃ والفقہ امام محرر المذھب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ۔
الحادی والعشرون[۲]:یاھذا اصنع واتبع ان اطعتنی ذھبت بك الی حیث یلمع الحق من دون حجاب و یزیل عنك کل تحیر واضطراب،حقیقة الامر ان الاطراف فی الحیوان تجری مجری الاوصاف کما نصوا علیه قاطبة ولذا لایقابلها شیئ من الثمن،حتی انه اذا اشتری جاریة فاعورت فی ید البائع قبل التسلیم لاینتقص شیئ من الثمن، وکذٰلك اذا اشتری جاریة فاعورت فی ید المشتری، ثم اراد ان یبیعها مرابحة کان له ذٰلك من دون حاجة الی البیان کما فی الهدایة وشروحها،کفتح القدیر و غایة البیان وغیرهما وان سالت سردت لك نصوصها واوصاف الشیئ	**تنبیہ بست ویکم حیوان کے اعضاء کا حکم:** میری مانو تو میں تم کو نورِ حق کے سامنے کھڑا کروں گا، جہاں کوئی حجاب نہ ہوگا،اور ہر قسم کے خطرات دور ہوجائیں گے۔ واقعہ ہے کہ جانوروں کے اعضاء وجوارح اوصاف کے مرتبہ میں ہوتے ہیں جس کے مقابلہ میں دام کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔اس پر سارے فقہاء کا اتفاق ہے۔ "کسی نے ایک باندی خریدی،ابھی بائع کے ہی پاس تھی کہ بھینگی ہوگئی،دام میں سے کچھ کم نہ ہوگا،یونہی کسی نے باندی خریدی،وہ مشتری کے قبضہ میں اگر بھینگی ہوگئی اور مشتری کسی دوسرے کے ہاتھ اس کو منافع پر (مرابحۃً) بیچنا چاہتا ہے تو اسے بتانے کی ضرورت نہیں

لا تدخل فی سنخ قوامه،وقد افادوا کما علمت انها کالاعراض المفارقة لا انتفاء للحقیقة بانتفائها، فانعدام الالیة رأسا لایخرج الضأن عن الضانیة، کما لو خلق انسان بلاید لا یخرج عن الانسانیة، وانما مدار التعریف ههنا ان ہذا الوصف لایوجد الا فی هذه الحقیقة ینتقل الیها الذهن منه بهذه الوجه لا انها لا توجد الابه.فمعنی قول القائل الضأن ماهو الیة النوع الذی تتحقق فیه الالیة الا انه لایکون ضانا مالم تکن له الیة.اتقن هذا فقد جلیت لك جلیة الحال بغیر مریة۔	کہ یہ میرے یہاں آکر عیبی ہو گئی ہے۔" میں اس موضوع پر کثیر نصوص پیش کر سکتاہوں کہ اطراف حیوان کا حکم اوصاف کا ہے۔اور اوصاف کسی شے کی حقیقت میں داخل نہیں ہوتے جیسا کہ علماء نے بیان فرمایا ہے۔اور آپ بھی جانتے ہوں گے یہ ان اعراض مفارقہ کی طرح ہیں جن کے انتفاء سے حقیقت منتفی نہیں ہوتی،تو ضان بھی چکتی نہ ہونے کی صورت میں ضان سے نہیں نکل سکتا،جیسے وہ آدمی آدمی ہی رہتا ہے جس کے پیدائشی ہاتھ نہ ہو،اس وصف کے ساتھ تعریف کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتاہے کہ یہ وصف اس حقیقت میں پایا جاتاہے تو اس وصف سے ذہن صرف اس حقیقت کی طرف منتقل ہو جاتاہے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ حقیقت اس وصف کے بغیر پائی نہیں جاتی

تو"ماتکون له الیة"کا مطلب یہ ہوا کہ ضان جانور کی وہ قسم ہے کہ اس میں چکتی ہوتی ہے یہ مطلب نہیں کہ بے چکتی کا ضان ہوگا ہی نہیں۔

الثانی والعشرون[22]:هذا ما سایرناك فیه،وانت تزعم ان الالیة هی الضخمة الکبیرة العریضة السمینة المحتویة علی لحم کثیر وشحم غزیر، المعروفة فی لسان الهند بچکتی،وهو زعم باطل لادلیل علیه، و انما الالیة طرف الشاة لا یشترط فیها کبر ولا صغر و لا طول ولا قصر،قال فی مجمع البحار نقلا عن نهایة ابن الاثیر	**تنبیہ بست ودوم چکتی کی بحث**:اب تھوڑی دیر چکتی پر بحث ہو جائے،آپ سوچتے ہوں گے کہ "الیة"(چکتی) جبھی ہو گی جب اس پر خوب گوشت،چربی،اور وہ خوب چوڑی ہو،جس کو ہندی میں چکتی کہتے ہیں،تو یہ ایک زعم باطل اور بلا دلیل ہے۔"الیہ" بکری کی دم کو کہتے ہیں،اس میں چھوٹے اور بڑے،لانبے اور ناٹے ہونے کی شرط نہیں،حوالے ملاحظہ ہوں،"الیات"الیة کی جمع،بکری کی دم کو کہتے

الیات جمع الیۃ وھی طرف الشاۃ[96] اھ وفسرھا فی القاموس بمارکب العجز من شحم ولحم[97] اھ وقد شرحنا عن ذا لعضو لھذا الحیوان الذی نتحاورفیہ فوجدناہ یحتوی علی لحم وشحم فتم معنی الالیۃ۔ وقدمناہ کلمات العلماء الکرام ان الالیۃ ان کانت صغیرۃ تشبہ الذنب جازت الاضحیۃ وھذہ الایا الشاۃ التی توجد فی بلادنا، فجزئیتھا منصوص علیھا فی الکتب المذہبیۃ،وظھر انھا یصدق علیھا ما لھا الیۃ،وان ابیت الا اللجاج فابرز لنا ماعندك فی الحجاج وأبِنْ ماحد الیۃ ورسمھا،وعلی ای حد یجب ان یکون حجمھا بحیث لو صغرت عنہ لم تکن الیۃ وبین الالیۃ التی تشبہ الذنب خلقۃ،وکیف تکون ھذہ فی ہیأتھا،وکم تکون فی بسطتھا واثبت کل ذٰلك بکلام ائمۃ الشان،لا بھوی النفس وھفوات اللسان،فان لم تفعل و لن تفعل فاقتف الحق حیث ظھر ،فان من لم یر الشمس وھی بازغۃ،فعلیہ التسلیم لاھل النظر۔

الثالث والعشرون[۲۳]: تقرر مما تحرر ان الفقھاء فسروا الضان بثلثۃ تفاسیر

ہیں۔(مجمع نقلاً عن ابن اثیر)

"ریڑھ کی آخری ہڈی پر جو چربی، یا چربی اور گوشت درنوں چڑھ جاتی ہے اسی کو الیہ کہتے ہیں (قاموس) اور بھیڑ کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی دم پر بھی گوشت چربی الود ہوتا ہے تو اس کو الیہ کون نہ کہے گا علماء کے حوالہ سے ہم لکھ آئے ہیں کہ معمولی چکتی والے کی قربانی جائز ہے۔ تو کیا یہی مسئلہ بھیڑ کا جزئیہ نہ تھا تو بیشک اس بھیڑ پر بھی لہاالیۃ کی تعریف صادق ہے۔ اور اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ چکتی کی لمبان چوڑان کیا ہوگی کہ اس سے کم کو چکتی کے بجائے دم کہا جائے، اور زرا اس چکتی کا بھی خیال رہے۔ جس کو فقہاء نے دم کی طرح چھوٹا کہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں ائمہ اعلام کے کلام سے ثابت کرنی ہوگی زبانی جمع خرچ کی سند نہیں۔

تنبیہ بست وسوم تعریفوں میں عدم تضاد: گزشتہ تحریروں سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ علماء نے ضان

[96] مجمع بحار الانوار باب الهمزة مع للام تحت(الی) مکتبہ دار الایمان المدینۃ المنورۃ ۱/ ۹۷

[97] القاموس المحیط باب الواؤ والیاء فصل الهمزہ مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۰۲

ذات الصوف وذات الالیۃ، وخلاف المعز من الغنم، وترجموہ بمیش، والقینا علیك ان عند بیان الاحکام لایجوز التعریف وکذا الترجمۃ الا بالمساوی، لما فی غیرہ من المساوی، فثبت ان الا ربعۃ بل الخمسۃ خامسھا بھیڑ، کلھا متساویۃ فیما بینھا ومساویۃ لمحدودھا وان کل ذات صوف، ذات الیہ، وبالعکس وانما مطمح النظر کما وصفنا الشان النوعی لا الفعلیۃ الفردیۃ کما ھو المرسوم فی کثیر من الرسوم، کالتحرك الارادی والمشی، والضحک، و الکتابۃ، فی الحیوان والانسان، کما لایخفی علی ذوی الشان فظھر ان الذی بضئین بلا دنا الیۃ جزما، وان کان شابہ الذنب حجما وانہ المنصوص علیہ صورۃ و حکما وان لا خلاف بین التفاسیر، وان لیس ہنا باعم ولا اخص التفاسیر وان لیس ھنا باعم ولا اخص تفسیر وان الکل متحد مآلا، وان لاتثلیث فی الانواع بمالا الیہ، ومالا۔ وانما کان کل ذٰلك شقشقۃ ھدرت عن واھمۃ بدرت ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق۔

الرابع والعشرون[۲۴]: بہ تبین ان صغر الالیۃ ودقتھا بحیث تشبہ الذنب کما فی اضؤنا ھذہ لیس من النقص فی شیئ

کی تین تفسیریں کی ہیں۔ اون والا چکتی و، معز کے علاوہ، اور فارسی والوں نے اس کا ترجمہ میش کیا اور ہم یہ ثابت کر آئے کہ احکام مخصوصہ کے بیان کے وقت ترجمہ ہو یا تعریف، مساوی کے علاوہ نہیں ہو سکتی، تو پتہ چلا کہ مذکورہ بالا چاروں لفظ بلکہ ہندی کا بھیڑ مل کر پانچوں لفظ آپس میں مساوی ہیں، ان کا محدود و مفہوم شے واحد ہے۔ تو جو اون والی ہے وہی چکتی والی ہے۔ اور جو چکتی والا ہے وہی اون والا ہے۔ اور جو چکتی والا ہے کیونکہ ایسے مواقع پر تعریف کا مقصد وصف نوعی بیان کرنا ہوتا ہے، افراد کے وصف فعلی کا ذکر نہیں ہوتا کہ یہ تو عام طور پر رسم میں ملحوظ ہوتا ہے۔ جیسے انسان اور حیوان کی تعریف میں تحرک ارادی یا مشی یا ضحک اور کتابت وغیرہ اوصاف ـــــ تو ہماری تقریر سے ثابت ہوگیا کہ بھیڑ کی دم جو ہمارے بلاد میں ہوتی ہے وہ چکتی ہی ہے۔ اور فقہ حنفیّہ میں اس کی صورت اور حکم دونوں کا جزئیہ موجود ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان بظاہر مختلف تعریفوں میں کوئی تضاد نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں تعریف نہ تو اعم کے ساتھ خاص ہے نہ اخص کے ساتھ، بلکہ سب مساوی ہیں، اور یہ کہ غنم میں چکتی اور بے چکتی کی بنیاد پر ایک تیسیری قسم نہیں پیدا ہوتی، یہ سب دماغی خدشات اور وہمی خیالات ہیں۔

تنبیہ بست وچہارم ناقص کامل کی نفی: یہ بھی واضح ہوا کہ بھیڑ کی دم میں کوئی کمی نہیں کہ کہا جائے وہ ناقص ہے اور چکتی کامل ہے۔ لہٰذا دنبہ کے ساتھ

ولذااجازت التضحیة معه کما نصوا علیه فزعم ان هذا ناقص فلا یلحق بالکامل قول ناقص خالف نصوص الائمة الاکامل۔

لاحق نہیں ہوسکتی۔

الخامس والعشرون[۲۵]:لئن تنزلنا عن کل هذا و سلمنا ان الاالیة لها فخ تأتی الخلافیة بین الامام الاعظم،والامام الثالث رضی الله تعالٰی عنهما، و یجب بحکم الجواز بناء ان الفتوٰی علی قول الامام رضی الله تعالٰی عنه علی الاطلاق،ای مالم یتفق ائمة الفتیا علی الفتوی بقول صاحبه اواحدهما کمانص علیه فی الفتح والبحر والخیریة [98] وردالمحتار [99] وغیرها من معتمدات الاسفار،و قد سردنا نصوصها فی کتاب النکاح من فتاوٰنا هذا اذالم یرجح قول الامام فکیف اذارجح قول الامام فکیف اذارجح وقد رجح ههنا قوله رضی الله تعالٰی عنه من نصوا علی انه لایعدل عن تصحیحه لانه فقیه النفس اتدری من هو هو الامام قاضی خاں کما قاله العلامة قاسم فی تصحیح القدوری، ونقله السید الحموی فی غمز العیون [100] وسید الشامی فی حاشیة الدر۔

تنبیہ بست وپنجم امام اعظم کے فتوٰی کی بنیاد پر فیصلہ: اور اگر ہم سب چھوڑ چھاکر یہی مان لیں کہ بھیڑ بے چکتی کا ہے تب بھی یہ انعام میں داخل ہے۔ تو قربانی کا جانور ہے اور اسی جانور کی قربانی جائز ہونے نہ ہونے میں امام اعظم اور امام محمد رحمہم اللہ تعالٰی کا اختلاف ہے۔اور یہ معلوم ہے کہ ائمہ جب تک کسی مسئلہ میں امام اعظم کے خلاف کسی اور امام کے قول پر متفق نہ ہوں، فتوٰی امام کے قول پر ہے۔ یہ مسئلہ فتح، بحر، نہر، خیریہ، شامی وغیرہ معتمد اسفار میں منصوص ہے، میں نے ان سب کو اپنے فتاوٰی کی جلد کتاب النکاح میں تفصیل سے نقل کیا ہے۔

یہ حکم تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اس قول کا ہے جس کی ائمہ ترجیح میں سے کسی نے ترجیح نہ دی ہو، اور اس قول کی تو امام فقیہ النفس قاضی خاں نے ترجیح فرمائی ہے کہ اپنے اصول کے موافق اسی کو مقدم کیا، یہ مسئلہ بھی امام شامی اور امام طحاوی نے منصوص فرمایا۔

---

[98] بحر الرائق کتاب القضاء فصل المفتی ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۶۹،فتاوٰی خیریہ کتاب الشہادات دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۳۳،ردالمحتار کتاب القضاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۰۲

[99] ردالمحتار کتاب الھبۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۵۱۳

[100] غمز عیون البصائر مع الاشباہ الفن الثانی کتاب الاجارات ادارۃ القرآن کراچی ۴/ ۵۵

فان کنت عارفا بھذہ المسالك مدرکا لتلك المدارك فقد عرفت تصحیحه ھنالك وان لم تعرف فاسمع منی فانی لك زعیم بذٰلك الم تر ہ قد قدم قول الامام وھو رحمة اللہ تعالٰی کما صرح به فی صدر فتاواہ لانقدم الا الاظھر الاشھر ،قال السیدان الفاضلان الطحطاوی والشامی فی حواشی الدر ،ان مایقدمه قاضیخاں یکون ھو المعتمد[101] وانی قد احملت لك ھھنا القول،ظنا بك ان لك اشتغالا بالعلم فتکون قد وقفت علی ھذہ المطالب الدائرۃ السائرۃ الظاھرۃ الزاھرۃ فان خفی علیك شیئ منھا فراجعنی و لاتیأس من التفھیم فقد قلت لك انی لك باظھار کل ذٰلك زعیم ،فثبت بحمداللہ تعالٰی ان لو فض عدم الالیة،لھذا الحیوان لکان جواز التضحیة به ھو المذھب وقول امامنا الاعظم الاوحد وھو الماخوذ الصحیح المعتمد،والحمد له الاحد الصمد علینا ما اسبغ من نعم لاتعد۔	پس ایسی صورت میں بھیڑ کی قربانی کے جواز کا فتوٰی دئے بغیر چارہ نہیں۔
تذییل الکتب السبعة التی اسندت الیھا لیس فی ثلثة منھا اعنی ذخیرۃ العقبٰی والدر المختار واشعة اللمعات اثر من التفسیر الضأن بمالہ الیة بل فی الاول والثالث مایرد علیك کما سمعت باذنیك واما عبارۃ	**تذئیل:** آپ کے ساتھ مستند کتابوں میں سے تین (ذخیرہ عقبٰی، در مختار، اشعۃ اللمعات) میں توضائن کی تفسیر میں "بمالہ الیۃ" کا کہیں پتہ نہیں، بلکہ ذخیرہ عقبٰی اور اشعۃ اللمعات میں تو آپ کے مدعا کے خلاف ہے جیسا کہ مذکور ہوا لیکن صاحب تعلیق مجد

[101] ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ باب العشر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۵

تعلیق المجد لبعض ابناء الزمان فقد کانت تستاهل ان ترد الی الحق، وتحمل علی مااعطاه کلام العلماء بجعل الوصف لزیادة الکشف دون الاحتراز بید انی احطت علما بان الرجل ینکر کون ضئین الهند من الضئین اعتراه الوهم کما اعتراك انها لا الیة لها، وما یدرینی لعلك انما قلدته فیه لکنه وقف دونك ولم یتجاوز قدر تجاوزك بانکار التضحیة بها اصلا، وانما زعم انها لاتجوز التضحیة بجذع منها[102]، حیث قال فی فتیاه بکری اور بھیڑ اور ایسے ہی گائے اور اونٹ چھ مہینہ کا نہیں درست ہے۔ فقط دنبہ مہینے کا درست ہے۔ فالظاهر ان مراده هوالتقیید زعما منه بان الصوف اعم من الالیة، لکن لیس کلام المنح الذی عزاالیه بهذا الاسلوب، وانما عبارتها کما نقل بنفسه ثمه، والسیدان الفاضلان الطحطاوی و الشامی فی حواشی الدر ان الضأن ماتکون لها الیة[103] اھ فلیس فیها ذکر الصوف، ثم التقیید بالالیة وبالیتک

نے تو انھوں نے حق کی تلاش میں تساہل برتا، اور کلام علماء میں ذکر وصف کو زیادتی کشف کے بجائے قید احترازی سمجھا اور بھیڑ کو ضان میں شامل نہ ماننے میں وہ بھی اسی طرح وہم میں گرفتار ہوئے جیسے آپ نے "الیہ" کے لفظ سے دھوکا کھایا، غلب ہے کہ آپ نے اس معاملہ میں انھیں کی تقلید کی ہو، مگر ان سے آگے بڑھ گئے، کیونکہ وہ تو صرف یہ کہہ رہ گئے کہ چونکہ یہ ضان نہیں اس لئے اس کے ششماہہ بچے کی قربانی جائز نہیں، اور آپ نے سرے سے اس کو قربانی کے جانور سے ہی خارج کردیا۔

یہ بات فاضل لکھنوکے فتوی سے ظاہر ہے وہ کہتے ہیں بکری اور بھیڑ، ایسے ہی گائے اور اونٹ کا چھ ماہہ درست نہیں ہے۔ فقط دنبہ چھ ماہہ درست ہے۔

اس سے اندازہ یہ ہوتاہے کہ انھوں نے یہ سمجھا کہ "منح الخالق" کی عبارت میں (جس کا حوالہ انھوں نے دیا ہے) ضان کے بیان میں صوف کا ذکر ہے جس کو "مالہ الیۃ" سے مقید کیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ الیہ کی قید احترازی ہے حالانکہ خود ان کی عبارت اور امام طحاوی اور شامی کی روایت میں صوف کا ذکر نہیں ہے صرف مالہ الیۃ

[102] مجموعہ فتاوٰی بعد الحی کتاب الاضحیۃ مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ ۲/ ۲۷۹

[103] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الاضحیۃ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۴، رد المحتار کتاب الاضحیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۴

اذا قلدته اتمت تقلیده فلم تعدالی ما عددت من المحال، ولم تنسب المسلمین الی الضلال والاضلال، وقد کان سألنی بعض تلامذہ ھذا العاصرا عنی صاحب التعلیق الممجد من بنارس فی اول ھذه السنة عن فتیاه المذکورة فاجبت باحرف تکفی و تشفی وبینت ان الجذع من ھذه یجزی ویکفی، وما ذکرنا ھھنا بتوفیق اللہ تعالٰی، فھو حافل کافل بدفع کلا الوھمین، بل الرد الاشد علی من یجز التضحیة بھا لابجذعھا فانه اذ قد جاز التضحیة فقد کانت من الانعام ولا انعام الا الانواع الاربعة واذ لیست من ابل وبقر ومعز۔وجب ان تکون من الضأن فوجب اجزاء الجزع منھا اذا کان بحیث لو خلط بالثنایالم یتمیز من بعد وللہ الحمد تعالٰی من قبل ومن بعد، وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ اجمعین کان الفراغ عن ھذه العجالة المسماة ھادی الاضحیة بالشاة الھندیة ۱۳۱۴ھ۔	ہے۔تو آپ کو بھی ان کی تقلید کرنی تھی تو اتنی ہی بات میں کرتے نہ کہ آگے بڑھ کر ایک محال بات کا دعوی کردیا،اور سب مسلمانوں کو گمراہ اور گمراہ گر کا خطاب دیا۔ مجھ سے لکھنوی صاحب کے ایک شاگرد نے ان کا یہ فتوی ذکر کرکے صورت حال دریافت کی تھی، میں نے چند جملوں میں اس کا خلاصہ لکھ دیا تھا،اور مسئلہ حق واضح کردیا تھا، یہ کلام تو اللہ تعالٰی کی توفیق سے حافل اور کافل ہے۔ان دونوں وہموں کو دفع کرنے والا۔بلکہ اس کا تو رد شدید ہے جو ان کی قربانی جائز کرتا ہے۔اور ان کے بچے کی نہیں۔ بلا شبہ بھیڑ کا چھ ماہہ بچہ جو دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو اس کی قربانی جائز ہے وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقه محمد وعلی اله وصحبه اجمعین اس رسالہ ھادی الاضحیة بالشاة الھندیة سے ۱۳۱۴ھ میں فراغت حاصل ہوئی۔